

حذف لہذا / صدر الحسن احمد پاکستان - بلوہ  
درج نمبر ۸۹۱ - ۲۹۷ کتابی نمبر ۲

سید احمد علی مسیحا لکوی حیدرآباد سندھ

۱۷ جنوری ۱۹۷۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مَا اسْتَطَعْتُمْ فَعَلْتُمْ فَاِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ كَبِیْرٌ  
عَلَيْكُمْ تَوَجَّهْتُ وَرَایْهِ اَنْبِیَّ

دہااہ خوریدیا  
نئی صفحہ آخر  
دا دیکھیں

# لمضلل الکرہ ایس لموعود

مُصَنَّفٌ

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب  
صنا اید اللہ بنصرہ العزیز  
امیر جماعت احمدیہ لاہور

احمدیہ ٹیمپل اشاعت اسلام لاہور  
جسکو

اپریل ۱۹۳۳ء میں شائع کیا

للضیفاء تصدق حسین الشاذلی بغداد ایک ہزار  
بانیہ پلاٹا ۱۱۱۱ بغداد

# فہرست مضامین

نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ
۱	تہذیب طبع ثانی	۳
۲	مجلس پیشگوئی کا مصداق ہونا اور ماموریا مصلح ہونا اور الگ الگ امر میں	۲۱
۳	موجود مصلحین کے بارے میں اخراط اور تفریط کے ہر دو پہلوؤں سے بچنا لازمی ہے۔	۲۲
۴	پہلے موجودین کا موعود ہونا کس طرح ظاہر ہوا۔	۲۲
۵	کوئی موعود نبیا میں ایسا نہیں ہوا جسکے موعود ہونے کی اطلاع سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسے بزرگ و صحیح الہامی	۲۵
۶	مصلح اور موعود کیلئے معرفت دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ نشانات بھی چاہئیں۔	۲۸
۷	خلاصہ بحث	۲۹
۸	جنرل صاحب چند پیشگوئیوں کے ان پر پانچ کر دینے سے مصلح موعود نہیں بن سکتے۔	۳۱
۹	پہلی دلیل۔ اگر مصلح کے ذمے مصلح موعود الہام پاکر ظہور ہر جگہ قبل از وقت اسکی شناخت نہیں ہو سکتی	۳۲
۱۰	دوسری دلیل۔ محمود نام صرف تفضل کے طور پر ہے۔	۳۵
۱۱	تیسری دلیل۔ میاں صاحب پر ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی حضرت صاحب کے اجتہاد الہی نہیں کی	۳۷
۱۲	چوتھی دلیل۔ ۱۶ جنوری ۱۸۸۵ء میں جس کالی گفتاف کا خیال تھا وہ حضرت صاحب پر بھی نہیں ہوا	۳۸
۱۳	پانچویں دلیل۔ الہام کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے پر حضرت صاحب نے لعنت کی ہے۔	۳۹
۱۴	چھٹی دلیل۔ میاں صاحب کی پیدائش اجتہاداً ۲۰ جولائی ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی کے مطابق قرار دینی تو فروری	۴۱
۱۵	ساتویں دلیل۔ الہامی تشفیہ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی محمود بشیر شریف نہیں ہے کسی نہیں گئے	۴۳
۱۶	آٹھویں دلیل۔ حضرت مسیح موعود کا اجتہاد مصلح موعود مبارک احمد ہے۔	۴۶
۱۷	نویں دلیل۔ فرانس کی میعاد بشیر اول کے لئے بھی نہ کہ مصلح موعود کیلئے	۴۸
۱۸	دسویں دلیل۔ چار لڑکیوں کی ذکر کر کے ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی مبارک احمد پر گھالی میاں صاحب پر نہیں گئی	۵۲
۱۹	گیارہویں دلیل۔ موعود سب لڑکے کے کہلا سکتے ہیں۔ مگر مصلح موعود صرف تین کو چار کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اور یہ صفت میاں محمود میں نہیں پائی جاتی۔	۵۴
۲۰	بارہویں دلیل۔ مصلح موعود مبارک احمد کا قائم مقام آئندہ تسلول میں ہوگا۔	۵۸

# تہذیب طبع ثانی

## جماعت قادیان کیلئے ایک لمحہ فکر

میاں محمود احمد صاحب کے مصلح موعود ہونے کے متعلق سب سے پہلے پر مشہور محمد صاحب نے ۲۷ مئی ۱۹۱۲ء کو یعنی اختلاف کے اڑھائی ماہ بعد ایک مضمون لکھا جو رسالہ تشہید الاذہان میں شائع ہوا۔ اس کے جواب میں جون ۱۹۱۲ء میں میں نے ایک رسالہ بنام المصلح الموعود لکھا جس میں میں نے حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریروں سے اور آپ کے اپنے الہامات سے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت صاحب کے تین موعودہ بیٹے اپنی اپنی جگہ پر حضرت صاحب کی دوسری پیشگوئیوں کے مصداق نہ فروریں مگر مصلح موعود والی پیشگوئی کا کوئی بھی ان میں سے مصداق نہیں اور حضرت صاحب کو ان میںوں کی پیدائش کے بعد الہاماً یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ موعود اب تک پیدا نہیں ہوا بلکہ ان کے بعد پیدا ہوگا۔

پیر صاحب نے جو بنیاد رکھی تھی جماعت قادیان اس پر تیس سال برابر عمارت بناتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ فروری ۱۹۴۲ء کے شروع میں جناب میاں صاحب نے بھی کمڈیا کہ مجھے خواب آگیا ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اس اختتامی ادارہ

کے بعد جماعت قادیان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ لیکن معذرتاً الی ربکم ولعلہم یتقون کا ارشاد اس بات کا مقنی ہے کہ کوئی قوم کتنی بھی لاپرواہ و نصیحت چھوڑنی نہیں چاہئے۔

اس تمہید میں سب سے پہلی بات جو میں احباب قادیان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مصلح موعود کی پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۷ء کے اشتہار سے شروع کر کے الوصیت تک متد ہے۔ اور اپنی وصیت میں حضرت مسیح موعود نے اس بات کو بالکل صاف کر دیا ہے کہ مصلح موعود مامور ہوگا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے اور اس کے حکم سے کھڑا ہوگا۔ لوگوں کے کھڑا کرنے سے کھڑا نہیں ہوگا۔ فرماتے ہیں :-

”اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام لوگوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“ (الوصیت صفحہ ۶)

اس پر آپ نے حسب ذیل حاشیہ بھی دیا ہے :-

”خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت

سے ایک شخص کو قائم کر دوں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کر دوں گا۔“

خدا کے کھڑا کرنے میں اور انسانوں کے کھڑا کرنے میں ایک تین فرق ہوتا ہے۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ خدا جب کسی کو کھڑا کرتا ہے تو اس کی ابتدا بیکسی کی ہوتی ہے اور پھر خدا اپنے طاقتور ہاتھ سے اس کو غالب کرتا ہے۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی دعویٰ نبوت سے پہلے تو وہ عورت ہے کہ الایمن مشہور ہیں۔ دشمن اور دوست دونوں آپ کو امین قرار دیتے راستیا جانتے ہیں۔ مگر دعویٰ نبوت کے ساتھ تکذیب اور استہزا اور تحقیر اس قدر ہوتی ہے کہ آپ کے برابر دنیا میں کوئی بیکسی انسان نظر نہیں آتا اور دوسری طرف مسیحا کذاب ہے جس کی کوئی عزت ملک عرب میں اس کی نیکی کی وجہ سے نہیں مگر دعویٰ نبوت کرتے ہی ایک جم غفیر اس کے ساتھ ہو جاتا ہے مگر الحاقیۃ للمتقین کے ماتحت انجام کو دیکھ لو۔ وہ بیکسی انسان دین و دنیا کا بادشاہ بن جاتا ہے اور وہ جس کے ساتھ ایک جم غفیر اس کے دعوے کو قوت دینے کے لئے ہے اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

لیکن اس لمبی بحث کو چھوڑ کر میں اس امر کی طرف احباب قادیان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وصیت میں اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کر دوں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کر دوں گا۔ اور یہ بھی صاف فرمایا کہ وہ خدا سے روح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔ یعنی وہ ہدایت

کے کام کو لوگوں کے کہنے سے نہیں منہا لے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے امر سے کھڑا کرے گا۔ پس اس کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا نشان یہ ہے کہ وہ مامور ہوگا۔ مگر اس کے خلاف میاں صاحب باوجود خواب آجانے کے بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ غیر مامور ہیں اور ان کا خواب کسی پر حجت نہیں۔ ان کے اپنے یہ لفظ ہیں جو اس رویا کے آخر پر انہوں نے لکھے ہیں :-

”پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے۔ میں یہ نہیں کتا کہ دو مردوں کیلئے بھی، کیونکہ کوئی دوسرا شخص کسی غیر امور کے کثفت یا امام کو ماننے کا مکلف نہیں“ (رفضل یکم فروری ۱۹۲۲ء)

پس پیشگوئی تو یہ چاہتی ہے کہ مامور آئے اور میاں صاحب کہتے ہیں میں مامور نہیں غیر مامور ہوں۔ تو میاں صاحب اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے یہ موقعہ جلسوں اور جمعگٹھوں اور دعوتوں اور تاروں اور مبارکبادوں کا نہ تھا۔ ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقعہ تھا کہ یہاں صفائی سے یہ شرط موجود ہے کہ وہ ”خدا سے روح القدس پا کر کھڑا ہوگا“ جناب میاں صاحب باقرار خود ۱۹۱۲ء میں خدا سے روح القدس پا کر کھڑے ہوئے نہ آج خدا سے روح القدس پا کر کھڑے ہوئے ہیں۔

میاں صاحب اس مشکل کی وجہ سے یہ بھی مان چکے ہیں کہ وہ الوصیت والی پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ لیکن اگر وہ اس کے مصداق نہیں تو پھر وہ مصلح موعود بھی نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نے الوصیت میں تو صرف اسی پہلی پیشگوئی کو دوہرایا ہے جس کا پہلا اعلان ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے

اشہار میں کیا تھا اور جس کو بعد میں بھی بار بار بیان فرماتے رہے۔ الوصیت میں کوئی نئی پیشگوئی نہیں کی۔ ذریت میں سے آنے والے کی پیشگوئی تو ایک ہی ہے اور اس کو الوصیت میں صاف کر دیا کہ وہ مامور من اولاد ہوگا۔ میاں صاحب یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ مامور من اللہ نہیں ہیں وہ مصلح موعود بھی نہیں۔

۲۔ دوسرا دھوکا میاں صاحب کو یہ لگا ہے کہ انہیں خواب میں مصلح موعود قرار دیا گیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ جس چیز کو وہ اپنا امام بتاتے ہیں وہ یہ نہیں کہ تم موعود مصلح ہو بلکہ وہاں صرف یہ لفظ ہیں۔

کہ مثیلہ و خلیفہ اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ۔ اب حضرت مسیح موعود کو براہین احمدیہ میں حضرت مسیح کا مثیل قرار دیا گیا اور یہ بات آپ کے متعدد رویا اور الامات سے ظاہر ہے اور بحیثیت مجدد ہونے کے آپ خلیفہ بھی تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ کے بار بار مثیل مسیح کا کیا آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ عنایت الفاظ میں یہ کہا کہ مسیح موعود اور ہرگز ہاں آٹھ دس سال بعد جب آپ کو یہ امام ہوا کہ آپ وہی مسیح ہیں جس کے آنے کا اس اُمت میں وعدہ دیا گیا ہے تب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ توجیب آپ نے الامات میں بار بار مثیل قرار دیا جانے کے باوجود اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ آپ موعود ہیں۔ میاں صاحب کو کوئی حق نہ پہنچتا تھا کہ مثیل کے امام پر موعود بن بیٹھے۔ حضرت مسیح موعود مامور من اللہ تھے اس لئے آپ نے یہ جرات نہیں کی کہ مثیل کہا گیا تھا

تو کندہیتے میں موجود ہوں مگر میاں صاحب چونکہ مامور نہیں اور وہ خود  
مانتے ہیں کہ میں مامور نہیں اس لئے انہوں نے منیل کے لفظ سے دھوکا  
کھا کر اپنے آپ کو موجود کہہ دیا اور جب ایک دفعہ اعلان ہو گیا تو پھر  
اس کو واپس لینا مشکل ہو گیا۔ یہ محض نفس کا دھوکا تھا۔ مامور دھوکا  
نہیں کھا سکتا غیر مامور دھوکا کھا جاتا ہے۔

۳۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ امر قابل توجہ ہے کہ ایک غیر مامور کا خواب بلکہ امام  
بھی ایسی چیز نہیں جس پر اتنی بڑی عبادت کی بنیاد رکھی جائے۔ اس میں  
بعض وقت نفس کی آرزو میں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اس بات کو حضرت  
سید موعود نے حقیقت الوحی میں صاف کیا ہے۔

”سنت اشد قدیم سے اور جب سے دنیا کی بنا ڈالی گئی ہے اس طرح  
پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ شہ نیک  
ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے  
ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھائی جاتی ہیں  
یا سچے امام بھی دیئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر وہ سچی خوابیں اور سچے  
امام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے۔۔۔۔۔ یہ کمال شہاد  
اور نادانی اور بد بختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال میں اسی پر  
ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا امام ہو جائے بلکہ انسانی  
کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق  
نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور امام بھی مگر اللہ میں داخل ہیں۔۔۔۔۔

دگی الا ابتلاء بعض اوقات موجب ہلاکت ہو جاتی ہے جیسا کہ معلوم اسی  
وجہ سے ہلاک ہوا: (عنفہ ۸-۹)

پھر اس سے بھی بلند تر خواب میںوں اور لمحوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔  
دنیا میں بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک  
زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے کہ ان میں  
رویاء اور کشف کے حصول کیلئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور  
دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب کشف کا کسی قدر  
نمونہ ان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے  
بلکہ ان کی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں  
میں نہیں کیونکہ ان کی راستبازی کمال نہیں ہوتی بلکہ اس شفاف  
پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اس کے  
گوبر اور گند ہو۔۔۔۔۔ اس لئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھیک رکھا جاتے  
ہیں۔۔۔۔۔ اور اگر کوئی ابتلا پیش آجائے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلغم کی  
طرح ان کا انجام بد نہ ہو اور ملہم بننے کے بعد کتے سے تشبیہ نہ دینے جائیں  
۔۔۔۔۔ بعض اوقات ان کے نفسانی جذبات ان کی خوابوں میں اپنا  
جوش اور طوفان دکھاتے ہیں۔۔۔۔۔ ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر  
کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ کی طرح  
جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست  
ہی ہو۔۔۔۔۔ اس کی فطرت میں چونکہ ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے

اس لئے شیطانی القار سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامگیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے محفوظ نہیں رہ سکتا“  
(صفحہ ۱۱۳-۱۱۲)

تو جس صورت میں غیر مامور کا خواب یا المام ہی کوئی لطیفی چیز نہیں اس پر اتنے بڑے دعوے کی بنیاد رکھنا کس طرح صحیح ہے یہ جو کچھ ہوا ہے بنائے فاسد علی القاسد کا مصداق ہے۔

۴۷۔ جب ہم میاں صاحب کے حالات کو دیکھتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ میاں خواب بینوں اور علموں کے متعلق لکھا ہے وہ جناب میاں صاحب پر لفظاً لفظاً چسپاں ہوتا ہے۔ میاں صاحب کے دل میں مصلح موعودؑ بننے کی آرزو مدت سے چلی آتی تھی اس آرزو نے خواب کا رنگ اختیار کر لیا۔ یہ آرزو آج پیدا نہیں ہوئی قبل ازیں یا رہا وہ اس آرزو کا اظہار کھلے لفظوں میں کر چکے ہیں۔ لکھتے ہیں :-

”میرے نزدیک مصلح موعودؑ کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اس لئے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعوے کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ پیشگوئی کچھ پر چسپاں میں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی“

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب مؤرخہ - ۷ - جولائی ۱۹۳۹ء  
مندرجہ افضل مؤرخہ - ۲ - اگست ۱۹۳۹ء

پھر فرماتے ہیں :-

”اگر کچھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعودؑ کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہو رہے ہوں..... تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعودؑ نہیں دنیا اس کی بات پر کان نہیں دھرے گی“ (الفضل ۲ - اگست ۱۹۳۹ء)

کیا یہ الفاظ میاں صاحب کی آرزوؤں کا کھلا نقشہ پیش نہیں کرتے پھر کس منہ سے انہوں نے اپنی خواب کو بیان کر کے یہ کہہ دیا کہ :-  
”لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکا نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کروں جو واقعہ کے خلاف ہو“ (الفضل یکم فروری ۱۹۳۹ء ص ۱۵۴) کا لم ۲) غور کر لیجئے کیا نفس کے جس دھوکا کا انہوں نے احتمال ظاہر کیا ہے وہ سابقہ بیانات میں کھلے طور پر آشکارا نہیں؟  
پھر اسی خواب کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ :-

”آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگو کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے“

(الفضل یکم فروری ۱۹۳۹ء ص ۱۵۴) کا لم ۲)

حالانکہ اس سے پیشتر ۱۸ جون ۱۹۳۷ء کو جو تحریر انہوں نے مولوی  
اشرف صاحب کو لکھ کر دی اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ :-  
جس حد تک میں نے اس پیشگوئی کا مطالعہ کیا ہے اس کی تو سے  
فیصدی پائیس میرے زمانہ خلافت کے مطابق ہیں۔“ (الفصل

۲۔ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۵)

کس قدر کھلا تفاوت ہے جس چیز کو وہ قبل ازیں بار بار متوجہ مطالعہ کر کے  
ایک نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”آج میں نے پہلی  
دفعہ“ اس کو دیکھا۔ کیا حقیقت میں انکھیں اس تفاوت سے بیانات  
کو دیکھ کر میاں صاحب کے دعوے کی حقیقت کو نہیں پا سکتیں؟  
پھر اب وہ لکھتے ہیں کہ میں ان پیشگوئیوں کو اپنے اوپر نہ لگانا تھا حالانکہ  
وہ لگاتے رہے، اس لئے کہ ”اگر یہ پیش گوئیاں میرے متعلق نہیں  
تو میں کیوں یہ کہہ کر گنہگار بنوں کہ یہ پیش گوئیاں میرے متعلق ہیں۔“  
(الفصل یکم فروری ۱۹۳۷ء)

لیکن اگر خود ایسا کہنے سے گنہگار بنتے تھے تو میرے دل کو کیوں گنہگار بننے دیا۔  
۵۔ اب آرزوؤں اور خواہوں کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف آؤ، جیسا کہ حضرت  
مسیح موعود نے لکھا ہے محض خواہیں اور الہام کوئی چیز نہیں بلکہ انسانی اعمال  
کیلئے اور بہت سے لازم اور شرائط ہیں۔ اسی لئے جن لوگوں کو دنیا کی  
اصلاح کے بلند منصب پر کھڑا کیا جاتا ہے ان کا کیریکٹر اس قدر بلند ہونا  
ہے کہ ان کے دعوے سے پہلے ان کی راستبازی کی وجہ سے دشمن کا سر

بھی ان کے آگے جھکتا ہے، چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
پہلی چالیس سالہ زندگی کے متعلق یہ صحیح قرآن شریف میں موجود ہے :-  
فقد لبثت نیکم عمرا من قبلہ اذلا تعقلون۔ میں نے اتنی  
لمبی عمر تمہارے اندر گزاری کیا تم میرے کیریکٹر پر حریف رکھ سکتے ہو یا وہ  
جب بدترین دشمنوں تک بھی الامین ہی آپ کو کہتے چلے آئے تھے تو کون یہ  
جرات کر سکتا تھا کہ آپ پر کوئی الزام لگاتا، حضرت مسیح موعود کے متعلق  
بھی متعدد گواہیاں موجود ہیں کہ آپ کے دعوے سے پیشتر کسی دشمن نے  
بھی آپ پر کوئی الزام نہیں لگایا، مگر جناب میاں صاحب کے دشمنوں  
کو تو ایک طرف رکھو۔ ان کے دو سسٹم ان کے نہایت مخلص مرہو ایک دو  
ہیں مسیوں کی تعداد میں آپ پر نہایت گند سے الزام لگا رہے ہیں  
اور ان الزامات نے یہاں تک شہرت پکڑی کہ اخبارات کے اوراق ان  
سے بھر گئے۔ عدالتوں تک یہ الزام پہنچے اپنوں اور بیگانوں میں انتشار و جہ  
کی رسوائی ہوئی اس لئے کہ یہ الزام نہایت گند سے تھے۔ اس قدر گند سے  
تھے کہ ایک مذہب تحریر میں ان کا حوالہ دینا بھی مشکل ہے۔ اپنے دلوں کو  
یوں تسلی دینے سے کچھ حاصل نہیں کہ یہ الزام جھوٹے ہیں کیونکہ یہ بات تو  
پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ میاں صاحب ان لوگوں میں سے نہیں جنہیں اللہ  
تعالیٰ اصلاح خلق کیلئے مامور فرمایا کرتا ہے۔ یہ لوگ وہ ہوتے ہیں کہ دشمن  
بھی ان کے دعوئی سے پہلی زندگی پر حریف نہیں رکھ سکتا۔ دعوے کے بعد  
شرارت سے دشمن جو چاہے کہے مگر دعوے سے پہلے کسی ایسے مقام کے

مدعی پر کبھی کسی دشمن نے بھی کوئی الزام نہیں لگایا۔ مگر یہاں دوست ہیں۔  
دوست ہی نہیں مرید ہیں۔ ایسے مجلس مرید ہیں جو سالہا سال سے ہجرت  
کر کے قادیان میں رہے اور پھر مصیبت یہ کہ بعض عورتوں میں انکی اپنی بیویوں اور بچوں  
کے متعلق یہ الزام ہیں جن میں ان کی اپنی شہرت کو بھی سخت نقصان پہنچا  
ہے جسے کوئی آدمی سچا ہونے کی حالت میں بھی گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ ایسا  
جھوٹا الزام تراشے۔ پھر ان لوگوں کو جو ہجرت کر کے قادیان گئے تھے وہاں  
مہاجرین کے کیر کڑ کو طوٹ پا کر قادیان سے ہجرت کر کے آنا پڑا اور اپنی دنیا کو انہوں نے  
بر باد کر لیا ان کو جھوٹا کنا بھی آسان نہیں آدمی اتنے نقصان کس طرح بردا کر سکتا ہے  
خوب سوچ لو کہ کسی مصلح کے لئے جو ابتدائی زندگی تمام الزامات سے بالاتر  
بکارت ہے وہ یہاں صاحب کو میسر نہیں آئی۔ اس لئے ان کا مصلح موعود  
ہونا ناممکنات سے ہے۔

۷۶۔ ان سب باتوں کے علاوہ ان کے کاموں پر غور کیجئے کیا وہ آپ کو  
ایک مصلح کے کام نظر آتے ہیں۔ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری  
کیا۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو منسوخ قرار دیا۔ رفتے  
زمین کے سائے کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیا۔ کیا انہی کاموں کی وجہ سے وہ  
مصلح موعود ہیں؟ مریدان باتوں کو سن کر خوش ہو جاتے ہیں کہ یہاں صاحب  
کی شہرت تو دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی۔ مگر وہ کیا شہرت ہے؟ کیا انکی  
نیکی اور راستبازی کی شہرت ہے یا اس کے خلاف ہے؟ کیا ان کی یہ شہرت  
ہے کہ انہوں نے کافروں کو مسلمان بنایا یا یہ کہ مسلمانوں کو کافر بنا دیا؟

کیا ان کی یہ شہرت ہے کہ دوسرے مذاہب پر ان تمام حجت کیا ہے اور اسلام پر  
کوئی اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کیا ہے جو حضرت مسیح موعود کی شہرت تھی یا یہ شہرت  
ہے کہ جماعت کی قوت کو ایک فرقی بحث میں برباد کر رہے ہیں؟ کیا ان کی یہ  
شہرت ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو ایک کر دیا یا یہ کہ مسلمانوں میں فتنہ ڈالا  
اور پھر یہ شہرت ابھی ہے کہاں؟ شاید دنیا کی آبادی کا سواں حصہ بھی نہ ہوگا  
جنہوں نے میاں محمود احمد کا نام سنا ہو۔ اور آج اخبارات کے زمانے میں  
اور ریڈیو کے زمانے میں لاکھوں ایسے لوگ ہیں جن کے نام دنیا میاں محمود  
سے بہت زیادہ جانتی ہے۔ سب سے بڑا کام جو یہاں صاحب کی طرف  
منسوب ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے بیک جنبش قلم ساری دنیا کے  
مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو جس کے

ذریعہ سے لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے منسوخ کر دیا اور کہہ دیا کہ اب  
اس کلمہ کو پڑھ کر کوئی مسلمان نہیں ہوتا اس شخص کی طرف دعویٰ نبوت منسوب  
کیا جس کے اپنے یہ لفظ ہیں کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور  
کہ "میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا مجھ پر افترا ہے" جو پہلے دن سے  
آج دن تک یہ کہتا رہا کہ سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق التہجد لا علی  
وجه الحقیقۃ۔ جس نے اپنے قلم سے یہ لکھا ہے کہ مجازی طور پر نبی محدث  
کو کہا جاتا ہے جس نے اپنی وحی کے متعلق یہ اعلان کیا کہ میری وحی وحی  
نبوت نہیں وحی ولایت ہے۔ مگر آج ایک شخص اس کا پیر و کہلانے والا  
ایسا پیدا ہو گیا ہے جو اس کی ان سب باتوں کو جھوٹ قرار دیتا ہے۔ اور

پھر تعجب یہ ہے کہ جب جناب میاں صاحب کو ان باتوں پر بحث کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ اس طرت رخ نہیں کرتے۔ کیا مصلح موعود وہی شخص ہونا چاہئے جو منہ سے باتیں تو اتنی بڑی کہے کہ جن سے زمین اور آسمان کانپ اٹھیں اور جب کہا جائے کہ ان باتوں پر بحث کر لو یہاں تک کہ اس بحث میں ہم آپ کے مریدوں کو یہی حکم بھی بناتے ہیں تو وہ اس کا جواب تک نہ دے۔ حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح کے مسئلہ پر جس پر آپ کے دعویٰ کا مدار تھا کتنی بحثیں کیں مگر جناب میاں صاحب جن کی جماعت کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ وہ حضرت صلعم کے بعد نبوت کو جاری مانتے ہیں اور رٹے زمین کے مسلمانوں کو کا فر قرار دیتے ہیں ان باتوں پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں خواہ ان کے اپنے مریدی اس بات کا فیصلہ کر نیوالے ہوں کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعود کے عقائد کے خلاف ہیں۔

۷۔ مصلح موعود کے آنے کی غرض کیا تھی؟ کیا وہ پوری ہو گئی؟ آپ کی وصیت کے الفاظ کو پھر پڑھیں۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روجوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرت کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا"

تمام لوگوں کو دین اسلام پر جمع کرنا یہ مسیح موعود کے آنے کی اصل غرض ہے۔

اگر وہ غرض پوری ہو گئی ہے تو چشم ماروشن دل ماشاد۔ مگر یہ خیال کہ ایک جگہ ہم نے پھر دید یا تو یہی ساری دنیا تھی اور وہ ہمارے پکچر سے فتح ہو گئی کنوئیں کے مینڈک کیلئے موزوں ہے۔ گو یا کام اتنا ہی تھا جس کے لئے مسیح موعود آئے تھے کہ کوئی مبلغ اسی طرح دوڑتا ہوا جس طرح میاں صاحب خواب میں دوڑے ہیں ہنگری اور پولینڈ سے ہونگلا یاروس کے کسی علاقہ سے ہو آیا تو بس تو میں برکت پا گئیں۔ دنیا فتح ہو گئی اور اب ہم کو یہ سمجھ کر کہ سب لوگ دین واحد پر جمع ہو گئے ہیں بیٹھ کر خوشیاں منانی چاہیں

الغرض نخیف باتوں سے دوسرے لوگوں کو اپنی جماعت پر بنسایا جاتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک بیوقوفوں کی جماعت ہے جن کے نزدیک ایک

مصلح کی بھاگ دوڑ سے ساری دنیا مغلوب سمجھ لی جاتی ہے۔ وہ غرض

جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے سامنے رکھی ہے بہت بلند ہے۔ ساری

دنیا میں اسلام کو پہنچانا۔ سو یہ تو تم ریزی کا وقت ہے۔ حضرت مسیح موعود نے

خود ہی کہا ہے کہ دنیا کی متفرق آبادیوں میں قرآن کریم کو پہنچاتے جاؤ۔ ہر

ملک ہر قوم کی زبان میں ترجمہ کر کے پہنچا دو۔ سیرت نبوی کو پہنچا دو تعلیم اسلام

کو پہنچا دو۔ امام وقت کے نام کو بھی پہنچا دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ

ایمان پیدا کرتا ہے۔ ہاں ہمارا کام صرف پہنچانا ہے فتح کرنا قرآن اور صلعم

کا اپنا کام ہے۔ کبھی یہ بھی سوچئے کہ حضرت مسیح موعود کے دل میں کس قدر

تراب تھی کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کر کے دنیا میں پہنچائیں۔ اس کام کو

نام کے مصلح موعود نے ۱۹۱۳ء میں شروع کیا مگر وہ آج تک پورا نہ ہو سکا۔

تیس سال گزر گئے۔ اور اسی عرصہ میں اس جماعت نے جس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور ان کا نام ڈھائی بوٹیاں رکھا جاتا ہے نہ صرف وہ کام کر دکھایا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے کہا تھا کہ یہ میرا کام ہے یعنی آپ خود اس کو کریں گے یا یہ کام اس کے ہاتھ سے ہو گا جو میری شاخ ہے، بلکہ دو اور یورپین زبانوں میں بھی قرآن شریف کے ترجمے کر دیے ہیں یعنی ڈچ اور جرمن میں اور آج خدا کے فضل سے وہ بنیاد رکھی گئی ہے کہ قریباً سات ہندوستانی زبانوں میں اور دین مزید پورہ پین زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے کا کام ہاتھ میں لے لیا گیا ہے۔ سیرت نبوی کے تراجم سترہ زبانوں میں ہو چکے ہیں، تعینات اسلامی کے تیس زبانوں میں جس غرض کیلئے مسیح موعود نے آنا ہے اس کی بنیاد لاہور میں رکھی جا رہی ہے۔ اس کے لئے زمین میاں تیار ہو رہی ہے۔ حضرت صاحب نے خود ذیل کے الفاظ کو چینی کیلئے تاکہ آپ کی جماعت کی توجہ اس طرف ہو۔ میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں یہ راز ان لوگوں کو ہمارا کام اس وقت اسی قدر ہے کہ اسلام کے پیغام کو دنیا میں عمدہ عمدہ تالیفوں کے ذریعے سے پہنچا دیں یہ کام اب تک نہیں ہوا بلکہ جماعت قادیان کی اس طرف توجہ بھی نہیں ہے اس کام کو پیچھے ڈال کر یہ قوم خود خدا کے اس وعدہ کو پیچھے ڈال رہی ہے جب دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے۔ جب کوئی اور عظیم الشان مسلح اٹھے جس کے ذریعہ سے اسلام کا وہ غلبہ پیدا ہو جس کی بنیاد

مسیح موعود نے رکھی۔ مسیح موعود وہی ہے جس کے وقت میں اسلام سب قوموں پر غالب ہو جائے پہلے تخم ریزی تو کرو پھر فصل کاٹنے کی توقع بھی رکھیو۔ افسوس کہ جماعت قادیان کی توجہ تخم ریزی کی طرف تو ہے نہیں اور خواہ اب میں فصلیں کاٹ رہے ہیں۔ لفظوں سے دھوکا مرت کھاؤ کام کی طرف دیکھو! کام میں لگ جاؤ۔ جہاں کام ہو رہا ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود کے صحیح عقائد بھی موجود ہیں۔ جہاں حضرت مسیح موعود کے زمانے کی طرح علمی رنگ میں تمام مذاہب پر اتمام حجت ہو رہا ہے وہاں آ جاؤ۔ اگرھا بوشی سے خدمت قرآن اور اسلام مقصد ہے تو وہ جماعت لاہور کے سوائے اور کسی جگہ نہیں مل سکتا۔ اور اگر ڈھنڈورہ پیٹ کر یہ سمجھنا ہے کہ ہم نے دنیا کو فتح کر لیا تو جو اچھا ڈھول بجا سکتا ہو اس کے پیچھے لگ جاؤ۔

۸۔ جناب میاں صاحب اپنے کمال کا بار بار یوں اظہار فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے خلافت سنبھالی تو خزانہ میں ۱۸ لاکھ تھے۔ حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ میاں صاحب کا اپنا سارا زمانہ قریباً ایسا گزر رہا کہ ملازمین کی تنخواہیں کئی کئی ماہ نہ ملتی تھیں۔ خزانہ لاکھوں روپوں کا مقروض تھا۔ ۱۸۵۵ آنے بھی باقی نہ رہے تھے جو انہیں ملے تھے۔ مگر ۱۸۵۵ آنے کیوں تھے ۱۸ لاکھوں کے ان دنوں میں مدرسہ کی عمارت بن رہی تھی اور جو روپیہ آتا تھا ساتھ ساتھ خرچ ہوتا جاتا تھا۔ لیکن کیا جہاں جماعت موجود ہو وہاں انہوں کو دیکھا جاتا ہے؟ نہیں وہاں ۱۸ لاکھ روپے بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ جس کام کے پیچھے جماعت کی قوت ہو اس کے لئے روپے خود آ جاتے ہیں

سواگر قادیان میں ۸۰ رگبے تھے تو یہ تو کوئی فکر کی بات نہ تھی۔ وہاں جماعت موجود تھی مبلغ موجود تھے دفتر موجود تھے، مکانات تھے، جائیداد تھی۔ مگر ہماری طرف سے بھی دیکھو ہم نے کام ان حالات میں شروع کیا کہ نہ ۸۰ رگبے نہ کوئی جماعت تھی نہ کوئی مبلغ تھے نہ کوئی دفتر تھا نہ کوئی مکان اور جائیداد تھی۔ مگر خدا کی نعمت کا ہاتھ دیکھیے کہ قادیان میں تو اب تک حرف وہی باقی سکول اور اس کا بورڈنگ ہر جو اختلاف سے پہلے بن چکا تھا مگر جماعت لاہور نے دو باقی سکول ان دونوں کی عمارتیں ان دونوں کے بورڈنگ ہاؤس یا آکر دس بارہ سال کے اندر اندر بنائے۔ وہاں ایک انگریزی ترقی جو ۱۹۱۰ء میں پوری قوت سے شروع ہوا تھا نہ نکل سکا۔ یہاں تین زبانوں میں ترجمے ہو کر چھپ بھی گئے اور دس اور ہاتھ میں لے لئے گئے۔ وسطیورپ میں ایک عظیم الشان مسجد بن گئی حالانکہ قادیان کی اتنی بڑی جماعت وہاں کے اخراجات کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنی زیر تعمیر مسجد کو فروخت کر آئی۔ قادیان کا بھٹ اختلاف کے وقت دو لاکھ کا تھا۔ آج زیادہ سے زیادہ لگتا ہو گیا ہو گا۔ مگر جماعت لاہور کی آمد اختلاف کے پہلے سال میں سات ہزار تھی جو آج تیس سال بعد سو اچار لاکھ سے زیادہ ہے یعنی ساٹھ گنا ہو گئی۔ غور کریجئے کہ خدا کی نصرت کا ہاتھ کہاں نظر آتا ہے؟ ہاں یہ فخر کا مقام نہیں کہ قادیان کی جماعت بہت بڑی ہو بہت پیسلی ہوئی ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس کا کام کس قدر ہے! دس لاکھ کا کام یا پندرہ لاکھ کے مقابل دو سو گنا ہونا چاہئے تھا۔ اور سب باتوں کو جانے دیجئے کیا قادیان کا بھٹ انجمن لاہور کے بھٹ کا دو سو گنا ہے یعنی آٹھ لاکھ لاکھ پہنچ گیا ہے؟ یا تعداد دو سو گنی ہو کر بھٹ بشکل ڈیڑھا ہو جن نوجوانوں کو واقعات جھٹل رہے ہوں ان پر خوش ہونا عقلمندی نہیں +

عقلمندی نہیں + خاکسار محمد علی - ۲۲ - مارچ ۱۹۲۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ وَنُصَلِّیْ

شخص پیشگوئی کا مصداق ہونا اور مامور یا مبلغ ہونا دو الگ الگ امر ہیں قبل اس کے کہ ہم ان پیشگوئیوں پر بحث کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ذریت و نسل میں سے ایک مبلغ کے آنے کے متعلق تحریر فرمائی ہیں، اصولاً یہ بحث ضروری معلوم ہوتی ہے کہ وہ موعود جو اللہ تعالیٰ کی طاعت سے الامام پاکر دنیا کی ہدایت کے لئے مامور ہوا کرتے ہیں، ان کی تعیین کس طرح ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک شخص کا محض کسی نبی یا ولی یا مجدد کی پیشگوئی کا مصداق ہونا اور امر ہے اور اس کا دنیا کی اصلاح کیلئے مامور ہونا ایک دوسرا امر ہے جو شخص ایک پیشگوئی کا مصداق ہے اس کی تعیین ایک پیشگوئی کے معمولی طور پر پورا ہونے سے تعلق رکھتی ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں نہ صرف ان کی اپنی اولاد حتیٰ کہ سارے ان لڑکوں اور لڑکیوں کی نسبت جو دوسرے نکاح سے آپ کے ہاں پیدا ہوئے پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ اپنے دوستوں کے متعلق بھی بہت سی اسی قسم کی پیشگوئیاں موجود ہیں جن میں کسی دوست کو اس کے لڑکا یا لڑکی ہونے کی بشارت دی گئی ہو۔ ایسی بشارتوں کے مصداق بنو کوئی بھی ہوں ان کی تعیین کے لئے تو صرف اسی قدر کافی ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی کی بشارت ہے

اور وہ پیدا ہو گئے۔ اور اجتہاداً وہ پیشگوئی اس پر لگائی جائے۔ پھر بعد میں واقعات اس اجتہاد کی تائید یا تردید کر دیں گے۔ مگر وہ عظیم الشان انسان جن کے آنے کی پیشگوئیاں کوئی دوسرا عظیم الشان انسان کر کے یہ بتاتا ہے کہ وہ دنیا کی ہدایت کیلئے مامور ہوں گے۔ ان کی شناخت کا معیار کچھ اور ہے۔

موعود مصلحین کے بارے میں افراء اور تفریط کے ہر دو پہلوؤں سے بچنا لازمی ہے۔ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ اس سنتِ اللہ پر غور کریں جس کے مطابق موعود مصلح دنیا میں آیا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ان احباب کو جو اس معاملہ میں جلد بازی سے کام لیکر محض اپنی خواہش کی پیروی میں کسی شخص کو موعود تجویز کرنا چاہتے ہیں نصیحت کرنا ہوں کہ اس معاملہ میں افراط و تفریط کے درکب یکساں ملازم ہیں۔ یعنی ایک شخص کو جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اور دنیا کی اصلاح کا کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اور کسی پہلے نبی یا ولی کی پیش گوئیاں بھی اس پر صادق آتی ہیں رد کرنے والا ضرور ملزم ہے۔ مگر ایسا ہی ملزم وہ شخص ہے جو محض ایک تیس اور اٹکل کی بنا پر اور ان یقینی اور قطعی علامتوں کے پائے جانے کے بغیر جن سے کسی مصلح موعود کی شناخت ہو سکتی ہے کسی شخص کو مصلح موعود قرار دے لیتا ہے۔ پس یوں کو جس طرح تفریط کے پہلو سے بچنا چاہئے اسی طرح افراط کے پہلو سے بھی بچنا چاہئے۔ اس شخص کے لئے جو ایک مقام کا حق دار نہیں وہ مقام تجویز کر دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ حقدار کو وہ مقام دینے سے انکار کرنا

جس کا وہ حقدار ہے۔ اگر وہ مصلح موعود جس کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا ہے ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ تو کیا اس کے ظہور سے پہلے ہمارا ایک شخص کو ایسا مصلح موعود قرار دے لینا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہم نے اصل موعود مصلح کا انکار کر دیا ہے اور اس کا مقام کسی اور کو دیکر اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہو گئے ہیں یہ مقام شوخی کا نہیں بلکہ ڈر کا مقام ہے۔ سب باتوں پر غور کر کے پھر کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہئے نہ کہ ایک نفسانی جوش کے ماتحت جب ایک خیال دل میں آیا تو اس کے ساتھ سنتِ اللہ کی بھی پروا نہ کی اور ایک خواہش نفس پر اہول دین کو قربان کر دیا۔ ایسے لوگ من اتخذن الہمہ ہونہ کے مصداق ہیں اپنی خواہشات کو چھوڑنا اور قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں پر اس بات کو پرکھو جس کو تم اپنے ایمان یا سنت میں داخل کرنا چاہتے ہو۔ یاد رکھو کہ نیکی اور فرمانبرداری کے بھی حدود ہیں۔

یہ حدود رخ کو شش و صدق و صفا و لیکن میفسزائے بر مصطفیٰ

پچھ موعودین کا موعود کسی موعود کی شناخت کا معیار قائم کرنے کے لئے ان ہونا کس طرح ظاہر ہوا۔ موعودین کی زندگیوں پر نظر ڈالو جو آج سے پہلے

ہو چکے۔ ایک عیسائی کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی نظیر۔ ایک مسلمان کے لئے حضرت فخر رسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور ایک احمدی کے لئے مجدد زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظیر کافی ہے۔ پس درحقیقت ایک احمدی کے لئے ایک نہیں تین نظیریں موجود ہیں۔ اور اگر کسی وہ مرے کو ٹھوکر لگے تو لگے مگر ایک احمدی کو

ان تین نظیروں پر غور کر لینے کے بعد ٹھوکر نہیں لگنی چاہئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انبیائے بنی اسرائیل نے بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ ان پیشگوئیوں کے بعد ان میں نبی بھی بکثرت ہوتے رہے۔ لیکن حضرت مسیح کے متعلق پیشگوئیوں کو یہودیوں کے کسی عقیدے نے محض قیاس کے طور پر کسی نبی پر بھی نہیں لگایا۔ یہ تو ضرور ہوا کہ ان میں مسیحیت کے جھوٹے دعویدار بھی ہوئے۔ مگر باایں سچے مسیح کیلئے بھی یہ ضرور ہوا کہ وہ پہلے خود اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر دعویٰ کرے۔ پھر اس کی تائید میں کچھ نشانات پیش کرے تاکہ لوگ اس کی شناخت کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک حضرت مسیح نے خود دعویٰ نہیں کیا کہ میں وہ موعود مسیح ہوں جو بنی اسرائیل میں آنا تھا۔ بنی اسرائیل کے بزرگوں نے قیاسی طور پر اور انکل کے ساتھ اس پر پیشگوئیاں چسپاں نہیں کیں۔ بلکہ اول وہ خود مدعی ہوتے ہیں پھر نشان دکھاتے ہیں تب لوگ انہیں قبول کرتے ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اگر غور کرو تو یہی واقعات پیش آتے ہیں کوئی شخص نہیں کہ انبیاء کی پیشگوئیاں نکال نکال کر آپ پر لگا رہا ہو بلکہ خود اللہ تعالیٰ پہلے آپ کو بذریعہ وحی اطلاع دیتا ہے۔ سینکڑوں نشان آپ کیلئے پہلے ہی قائم کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کو آپ کے دعوے کے سمجھنے میں غلطی نہ لگے۔ تب آپ اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر دعوے کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ اور کہ میں وہ مثل موسیٰ ہوں جس کی خوشخبری موسیٰ نے دی تھی۔ اور کہ میں اس بشارت کا مصداق ہوں جو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پھر آپ کے ان دعاوی کی تائید میں اللہ تعالیٰ نشان ظاہر فرماتا ہے۔ اور آپ وہ موعود نبی تسلیم کئے جاتے ہیں پھر اس امت کے مسیح اور مہدی کے لئے بہت سی پیشگوئیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ اور گو صادق سے پہلے کئی جھوٹے دعویدار ہوئے۔ مگر بہر حال جب اس سچے مسیح کا وقت آیا تو اس کو بھی جب تک اللہ تعالیٰ نے الہام سے مشرف کر کے یہ اطلاع نہیں دی کہ تو وہ مسیح موعود ہے۔ کسی شخص نے یہ جرات نہیں کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں آپ پر چسپاں کرے۔ کیا ہمارے دوستوں کو یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود کے پڑانے سے پڑانے غادموں میں کوئی ایسا بھی تھا جس نے حضرت صاحب کے دعوے سے پہلے کوئی پیشگوئی نکال کر کہا ہو کہ حضرت اس پیشگوئی کی رو سے مسیح موعود آپ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ پھر جائیکہ کسی نے تعین کر کے فیصلہ بھی کر دیا ہو۔

کوئی موعود دنیا میں ایسا نہیں ہوا جس نے	ان تین نظیروں پر غور کرنے سے یہ
موعود ہونے کی اطلاع سب سے پہلے اللہ تعالیٰ	صاف ثابت ہوتا ہے کہ کوئی موعود
نے اسے بذریعہ وحی والہام نہ دی ہو	ماوریا مصلح دنیا میں ایسا نہیں ہوا

کہ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی وحی اور الہام سے مشرف کیا ہو۔ اس پر وہ پیشگوئیاں جو اس کی آمد کے متعلق تھیں دوسرے لوگوں نے چسپاں کی ہوں۔ بلکہ دوسرے لوگ تو ایک طرف رہے خود کسی ایسے موعود نے اپنے آپ کو ان پیشگوئیوں کا مصداق نہیں ٹھہرایا جب تک

اللہ تعالیٰ نے صراحت سے اس کو یہ اطلاق صاف وحی سے نہ دی ہو کہ تو وہی موعود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے :-  
 اقرأ باسم ربك . یا ایہا المدثر قسم فأنذر . مگر پھر بھی جب تک صراحت سے آپ کو یہ نہیں کہا جاتا کہ تم اس رسول کے مثل ہو جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ انا ارسلنا الیک رسولاً شاہدا علیک کہما ارسلنا الی فرعون من سوکلا۔ اور لما جاء ہم رسول من عند اللہ مصدق لہم معہم۔ آپ وہ موعود نبی ہونے کا دعویٰ اپنی طرف سے نہیں کرتے۔ حضرت مرزا صاحب کو بتایا جاتا ہے کہ تجھ میں اور مسیح میں شدید مناسبت ہے۔ آپ کو صاف حکم ہوتا ہے۔ کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ آپ کو حکم ہوتا ہے کہ بیعت لو اور کشتی تیار کرو۔ مگر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ آپ اس وقت تک نہیں کرتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ صراحت سے یہ نہیں فرماتا کہ تم ہی مسیح موعود ہو جب موعودین کا خود یہ حال ہے کہ وہ باوجود وحی اور امام کا سلسلہ جاری ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کے لئے مامور ہو جانے کے باوجود اس کے نشانات سے مؤید ہونے کے موعود ہونے کا دعویٰ اس وقت تک نہیں کرتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو صاف وحی اس بات کی نہیں کرتا کہ تم ہی وہ موعود ہو۔ تو ہمارے احباب خدا کے لئے غور کریں کہ ان کو ایسی جرات کس طرح پر مناسب ہے کہ وہ قیاس اور ٹکل کی بناء پر بعض پیشگوئیاں ایک ایسے شخص پر چسپان

کر کے اسے مصلح موعود قرار دیں جس کو صرف اللہ تعالیٰ نہ ابھی یہ اطلاق نہیں دی کہ تودہ موعود ہے۔ بلکہ اسے وحی اور امام سے مشرف کر کے ابھی مامور یا مصلح بھی نہیں بنایا۔ مصلح موعود کے لئے دو امور ضروری ہیں۔ اول یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ دنیا کی اصلاح کے لئے حکم دے۔ اور دوسرے یہ کہ اسے یہ بھی خبر دے کہ تودہ وعدے کا مصلح ہے جس کی نسبت ہمارے فلاں نبی یا دلی نے خبر دی تھی کہ وہ دنیا میں ظاہر ہوگا۔ پس جب تک ان دونوں امور کے متعلق اللہ تعالیٰ کسی شخص کو صاف الفاظ میں امام کر کے کھڑا نہیں کرتا دوسرے لوگوں کا اس پر پیش گوئیاں چسپاں کر کے اسے موعود مصلح قرار دینا ایک ایسی جرات ہے جس کی نظیر دنیا میں پہلی کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ اور عجیب تزیہ کہ وہ قوم اس سے ٹھوکر کھائے جس کے سامنے ایک مصلح موعود دعویٰ کر کے گزر چکا ہے۔ میرے دوست خدا کے لئے غور کریں کہ کیا وہ ایسی راہ پر قدم نہیں مارتے جس کی کوئی مثال سنن امیہ میں نہیں پائی جاتی؟ اور اس طرح پر خدا نے تعالیٰ کے اس کام کو کہ وہ کسی کو بتانا ہے کہ مصلح ہے اور تو موعود ہے اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ وہ غور کریں کہ کیا مصلح اور موعود خدا کے بنائے سے بنا رہے ہیں یا انسان کے؟ کیا کوئی ایسا مصلح اور موعود دنیا پر گزرا ہے جس کو اس کے چند رفقاء نے اسے ہو کر کہہ دیا ہو کہ آپ پر فلاں فلاں پیشگوئیاں صادق آتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جس کا اہل کام کسی کو مصلح اور موعود بنانا ہے خاموش ہو گیا یہ "پیراں نے پرند و مریداں سے پرانند" والا معاملہ نہیں

باد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ وہ جسے مصلح اور موعود کا خطاب دیتا ہے اسے بنا کر بھی دکھا دیتا ہے۔ لیکن کیا انسانوں کو بھی یہ طاقت حاصل ہے کہ انہوں نے پیشگوئی کو تو اپنی انکل سے ایک شخص پر چسپاں کر دیا۔ کیا واقعی وہ کچھ اسے بنا کر بھی دکھا دیں گے جس کا وہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں؟ پیارو! اللہ تعالیٰ کے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے لئے رہنے دو۔ ان کے ٹھیکیدار تم نہ بنو۔

مصلح اور موعود کیلئے صرف دعویٰ ہی دنیا کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ کافی نہیں بلکہ نشانات بھی چاہئیں موعود ہونے کی پیش گوئیوں کے مصداق ہونے کا دعویٰ ایسے لوگ بھی کرتے رہے ہیں جو اس منصب کے حقدار نہ تھے۔ پس نہ صرف یہ ضروری ہے کہ جو شخص مصلح اور موعود ہو۔ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس مقام پر کھڑا کیا ہے بلکہ سچے اور جھوٹے میں تناخت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اور امور بھی رکھے ہیں۔ وہ بڑا رحیم کریم خدا ہے۔ لوگوں کو خواہ مخواہ نہیں پکڑتا۔ نہ یہ چاہتا ہے کہ ادھر ایک شخص نے دعویٰ کیا ادھر اس کو ماننا ضروری ہو گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو نہ جھوٹے کو مان لینے کے لئے کوئی جو ابدہ ہوتا نہ سچے کا انکار کرنے کے لئے کوئی مواخذہ کے نیچے آتا۔ بلکہ وہ سچے کی تائید میں اس قدر نشانات ظاہر کرتا ہے کہ سجدہ طہا کے لئے خود اس کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر ہی غور کرو کس قدر نشانات اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ قبل اس کے

کہ آپ سے دعویٰ کرتا۔ آپ کا صدق اور آپ کا اللہ تعالیٰ سے پاک تعلق پہلے سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پھر یہی نہیں کہ وہ قبل از وقت ان کی راستبازی کا ثبوت کھلا کھلا دنیا میں قائم کرتا ہے۔ بلکہ دعویٰ کے بعد اور تائیدیں کثرت سے کرتا ہے۔ یہ لازم ہوتا ہے کہ جب وہ دعویٰ کریں تو دنیا ان کی مخالف ہو جائے۔ وہ مدت تک ظاہر طور پر ایک بکسی کی حالت میں چھوڑے جاتے ہیں اور دنیا کی تمام طاقتیں ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی تائید اور نصرت ان کے ساتھ شامل کر کے اور اپنی قدرت کا ہاتھ ان کی تائید میں دکھا کر دنیا پر یہ روشن کر دیتا ہے کہ وہ انسانی منعموبہ سے نہیں بنے بلکہ جس خدا نے ان کو یہ کہا تھا کہ تم مصلح اور موعود ہو۔ اس خدا نے دنیا کی ساری طاقتوں کو جو ان کے خلاف تھیں مغلوب کر کے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی وہ اسی کا کلام تھا۔ اور ان کا دعویٰ اپنی طرف سے نہ تھا۔ پس مصلح اور موعود ہونے کا دعویٰ اکیلا نہیں ہوتا۔ اس کے پہلے بھی نشانیوں کی بارش ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد بھی نشانیوں اور نصرتوں کی بارش ہوتی ہے۔

**خلاصہ بحث** اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص اگر صرف موعود ہے اور مصلح نہیں تو اس کی تعیین صرف اس بات سے ہو جائے گی کہ اس کے متعلق فلاں پیش گوئی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے کل لڑکوں اور لڑکیوں اور اپنے بعض احباب کے لڑکوں اور لڑکیوں کی نسبت پیش گوئیاں کیں۔ مگر ایسے شخص کو محض اس وجہ سے

کہ موعود ہے دنیا کی اصلاح سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا کوئی خاص تعلق ہونا ضروری ہے۔ اور اگر ایک شخص صرف مصلح ہے اور موعود نہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے

اپنے کلام سے مشرف کر کے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کرے۔ اور اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے خاص ہو۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے اوپر کسی پہلے ہی یا ولی کی پیشگوئیاں بھی چسپاں کر کے دکھائے۔ جیسا کہ بہت سے نبی پہلی امتوں میں ہوتے رہے۔ اور جیسا کہ اس امت میں مجددین گزے ہیں کہ ان کے لئے کوئی خاص پیشگوئیاں نہ تھیں اس لئے وہ مصلح تھے۔ مگر موعود نہ تھے۔ مگر جو شخص مصلح بھی ہے اور موعود بھی اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اول سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کیلئے اپنے

کلام سے مشرف فرما کر مامور کیا ہو۔ دوئم اسے یہ بھی اطلاع دی ہو کہ تو وہ موعود ہے۔ تیسرے اس پر وہ پیشگوئیاں صادق آتی ہوں جو اس کے متعلق کسی پہلے ہی یا ولی نے کی ہوں۔ چوتھے اس کی تائید میں دعوے سے پہلے اور بیچھے ایسے نشانات ظاہر ہوں جو اس کے صدق کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ ہاں پیشگوئیوں میں اکثر اوقات تاویلات کرنی پڑتی ہیں۔ مگر باقی تین امور کے بغیر کوئی شخص نہ کبھی مصلح موعود ہوا اور نہ ہوگا۔ باقی رہیں پیشگوئیاں سو اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ان میں بعض وقت ایسی ایسی تاویلات پیش آتی ہیں کہ جو بظاہر بہت بعید معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی تائید اور نصرت سے ان تاویلات کی صداقت

پر لہر لگا دیتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام متعلق یہود پیشگوئیوں کی بنا پر یہ ضروری سمجھتے تھے کہ وہ شاہی خاندان سے ہو۔ اور شان و شوکت سے آئے مگر ان کی امیدیں پوری نہ ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بنی اسرائیل اپنی پیشگوئیوں کی بنا پر یہ سمجھے ہوئے تھے کہ وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوں گے۔ مگر وہ قوم ہی اس فخر سے محروم رہی اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری قوم کو چن لیا۔ مسیح موعود کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہوگا اور آسمان سے نازل ہوگا۔ اور ہمدی کے متعلق پیشگوئیاں بظاہر یہ کہتی تھیں کہ وہ بنی قالمہ میں سے ہوگا۔ مگر خدا نے ایک فارسی النسل کو کھڑا کر دیا۔ یہ سب تاویلات درست ہوئیں مگر یہ نہ ہوا کہ ظاہری پیشگوئیاں دو چار آدمیوں نے کسی پر چسپاں کر کے اسے مصلح موعود بنا دیا ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کو اصلاح کے لئے اس طرح پر کھڑا کیا ہو جس طرح پر وہ اپنے نبیوں اور مجددوں کو کھڑا کرتا رہا۔ اور نہ ہی اسے کبھی موعود ہونے کی خبر دی ہو۔

صاحبزادہ صاحب چند پیشگوئیوں کے اہل بصیرت کے لئے تو یہ بحث جو اوپر ان پر چسپاں کرنے سے مصلح موعود نہیں بن سکتے ہو چکی ہے یہ بات ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ صاحبزادہ مرزا محمد محمود صاحب کو مصلح موعود تجویز کرنے میں ہمارے احباب نے کس قدر غلط راہ اختیار کی ہے۔ وہ اپنے دوسرے بھائیوں اور بہنوں کی طرح اور حضرت صاحب کے بعض دوسرے احباب کے لڑکوں اور لڑکیوں کی طرح موعود تو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انکی پیدائش

کی نسبت پیشگوئیاں ہیں۔ جیسے ان دو سرور کی نسبت لیکن مصلح موعود کا مقام وہ عظیم الشان اور عالی مقام ہے جس پر کسی شخص کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شخص کھڑا نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ نبیوں کا بھی یہ کام نہیں لیکن اگر کسی کو یہ خیال ہو جیسا کہ ہمارے بعض احباب کی باتوں سے میں قیاس کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود صاحبزادہ صاحب کو مصلح موعود قرار دے دیا ہے اور اب اس بات کی ضرورت نہیں کہ خدا انہیں اس مقام پر کھڑا کرے تو میرا پہلا جواب یہی ہے کہ جو کچھ سنت الہی میں پہلے موعودین میں نظر آتی ہے۔ اس کے خلاف مسیح موعود کسی مصلح موعود کا منصب نہیں دے سکتے۔ یا تو پہلے تمام انبیا اور مجددین کی تاریخ میں ایک ایسی نظیر ہی ایسی بتا دو کہ کوئی شخص کسی نبی یا مجدد کے کہنے سے اور بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پانے کے اور وحی والہام سے مخصوص کیا جانے کے مصلح موعود بن گیا ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر حضرت مسیح موعود پر یہ الزام نہ دو کہ انہوں نے سنت اللہ کے خلاف ایک شخص کو مصلح موعود بنا دیا۔ انہوں نے نہیں بنایا تم بنا رہے ہو۔ ان خیالات کے ازالہ کے لئے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے حوالے پیش کرتا ہوں۔

پہلی دلیل۔ الوصیت کے مصلح موعود امام پاکر **اول**۔ سب سے پہلی دلیل جو حضرت مسیح موعود کھڑا ہونے کا دلیل اور وقت کی جتنی نہیں ہو سکتی علیہ السلام کی تحریر سے اس بات کے ثبوت میں ملتی ہے کہ وہ کسی شخص کو مصلح موعود تجویز نہیں کرتے۔ رسالہ الوصیت

میں ہے جو ۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کی شائع ہوا۔ اس کے صفحہ ۶ کے حاشیہ میں حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں: "خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ یہ ان دلوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوئی ہے" اب اس عبارت سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص کو قائم کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سنت ان لوگوں کے متعلق جنہیں وہ کھڑا کیا کرتا ہے۔ ہمیشہ ایک ہی اور لا تبدیل رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بذریعہ اپنی وحی کے اور الہام کے ایسے لوگوں کو اطلاع دے گا کہ ان کو اس خدمت کے لئے چن لیا گیا ہے۔ جب تک وہ ان کو اطلاع دے کر نہ چن لے ان کو مصلح موعود کا خطاب دینا اللہ تعالیٰ پر سخت جرات کا کام ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے اپنے الفاظ کو اسی رنگ میں رہنے دیا تھا۔ طور پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کریگا پس نہ صرف حضرت صاحب نے خود سنت الہیہ کے خلاف کسی شخص کو قائم نہیں کیا۔ بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ اللہ کا ہی یہ فعل ہے کہ وہ اپنی وحی سے ایسا کرے گا۔ پھر دوسری بات اس کے ساتھ یہ بتانی کہ اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے کا یہ ثبوت ہو گا کہ اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ یہ ان تائیدات و نشانات الہی

کی طرف اشارہ ہے جو ہمیشہ ماموروں کے ساتھ ان کی عداقت کی علامت کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پس اس بابے میں بھی وہ دوسرے موعودین سے الگ نہیں۔ بلکہ جو سنت اللہ پیلوں کے ساتھ رہی ہے کہ وہ پہلے بیسی کی حالت میں ہوتے ہیں اور آخر خدا ان کے ذریعہ حق کو غالب کر کے ان کی عداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہی اس مصلح موعود کے متعلق ہے۔ ان سب باتوں کے بعد پھر جلد باز طبیعتوں کو روکنے کے لئے فرمایا کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور اس طرح پر اپنی بھی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ کہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا کہ وہ فلاں شخص ہے۔ جب اس کا زمانہ آئے گا تو جس طرح اللہ تعالیٰ کے مامور شناخت کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر اسے بھی شناخت کیا جائے گا۔ یا درہے کہ اس کے وقت سے مراد اس کی مبعوثیت کا وقت ہے جو فعل الہی ہوتا ہے نہ کہ انسانوں کا مل کر ایک شخص کو تجویز کر دینا جس پر صاد کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ مجبور ہو۔

تشخیص اذہان کے مضمون میں جو سپر موعود یا مصلح موعود کے نام سے نکلا ہے یہ غوی کیا گیا ہے کہ سراج منیر میں جو ۱۸۹۷ء میں طبع ہوئی اور تریاق القلوب میں جو ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی مصلح موعود کی تعیین کر دی گئی ہے۔ اب مقام غور ہے کہ اگر ان کتابوں میں ایسی تعیین کر دی گئی ہوتی تو الوصیت میں جس میں یہ ضروری تھا کہ اس قسم کی تمام ہدایات کی تصریح کر دی جاتی۔ کیونکہ ایسے فیصلہ کے لئے وصیت سے بتر کوئی تحریر نہیں تھی۔ اور جو سراج تیسرا اور تریاق القلوب سے کئی سال بعد لکھی گئی کیوں حضرت مسیح موعود نے نہ صرف اپنی لاعلمی

ظاہر کی کہ وہ کون شخص ہے۔ بلکہ جماعت کو بھی یہ ہدایت کی کہ اس کی شناخت اسی سنت الہیہ کے ماتحت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی وحی سے اطلاع دیگا۔ اور اس کے وقت میں ہی اس کی شناخت ہوگی؛ اور اگر یہ کہا جائے کہ حقیقتاً الوحی میں جو ۱۸۹۷ء میں طبع ہوئی پھر تعیین کی ہے تو جیسا کہ ہم آگے چل کر ان پیشگوئیوں پر بحث کر کے دکھائیں گے۔ حقیقت الوحی میں کوئی تعیین اس سے ایک شوشہ بھر زیادہ نہیں جو سراج منیر اور تریاق القلوب میں موجود ہے۔ بلکہ حقیقتاً الوحی کے الفاظ سراج منیر کے الفاظ سے بھی کمزور ہیں۔ پس الوصیت کی تحریر ان تمام کے معانی پر روشنی ڈالتی اور ثابت کرتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کو الہامی طور پر قطعاً کوئی علم نہ تھا کہ مصلح موعود کون ہے اور کب ہوگا۔ بلکہ اس کی شناخت کو انہی معیاروں پر چھوڑا جن معیاروں سے دوسرے موعودین کی شناخت ہوتی ہے۔ اور وقت سے پہلے کوئی تعیین کرنا خلافت سنت الہیہ سمجھا۔

دوسری دلیل۔ محمود نام محض دوسری دلیل اس امر کی کہ حضرت مسیح تفضل کے طور پر ہے! الہامی نہیں موعود نے مصلح موعود کی تعیین نہیں فرمائی۔ اس اشتہار سے ملتی ہے جو ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش پر شائع کیا گیا۔

”خدا نے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۵ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء یعنی سبزا اشتہار میں مندرج ہے اپنے لطف کرم

سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دو سہرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اول العزم ہوگا۔ اور حسن احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو اچ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بے غصہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام محض تفاعل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کمال انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پائے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔“

اب اس اشتہار سے دو باتیں صفائی سے معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ محمود نام رکھنا محض تفاعل کے طور پر ہے۔ مگر یہ کہ آیا حقیقی طور پر یہ وہی لڑکا ہے جس کی پیشگوئی دہم جولائی ۱۸۸۸ء و یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں ہے۔ اس اشتہار کے وقت آپ پر یہ نہیں کھلا۔ اور دوسری یہ بات بھی نہیں کہی کہ آیا یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پائے والا ہے یا وہ کوئی اور لڑکا ہے۔ امر اول کے متعلق تو یہ لکھا ہے کہ کمال انکشاف کے بعد اطلاع دی جائے گی۔ لیکن امر دوم کے متعلق کچھ نہیں تحریر فرمایا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کے متعلق آپ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح پر کمال انکشاف کر دے گا۔ یاد رہے کہ مصلح موعود وہ لڑکا ہے جس کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ہے اور ۲۰ فروری

۱۸۸۶ء کے اشتہار کا کوئی ذکر اس اشتہار میں نہیں کیا۔ بلکہ میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کو صرف دہم جولائی اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہاروں کے مطابق بیان کیا ہے اور اس میں بھی یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس بابے میں ابھی کمال انکشاف نہیں ہوا۔ اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیش گوئی کو اس بچے پر چسپان کرنے کا اجتہاد بھی نہیں کیا۔ حالانکہ اگر اجتہاد کرتے بھی تو اس میں غلطی کا احتمال ہو سکتا تھا۔

تیسری دلیل۔ میان مئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء یا دوسرے کہ مصلح موعود کی اصل پیش گوئی کی پیشگوئی حضرت حجتہ اجتہاد ابھی نہیں لگائی۔ صرف اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

میں ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود نے اپنے کسی بچے کے متعلق یہ لکھا ہو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیش گوئی کے مطابق یہ پیدا ہوا ہے تو صرف اسی کے متعلق اجتہاد آپ کا سمجھا جائے گا۔ اب ہر ایک حق پسند کو چاہئے کہ ان تمام اشتہارات اور تحریروں کو جن میں میاں محمود احمد صاحب کے پیرا ہونے کا ذکر ہے غور سے دیکھیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیش گوئی کو ایک طرف بھی منہ نہ دیا۔ سب پر چسپان کیا ہے؟ ان تمام عبارتوں کو جو میاں صاحب کے متعلق اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء اور سراج منیر اور انجام آتم اور صمیم انجام آتم اور تزیان القلوب اور حقیقۃ الچی میں درج ہیں پڑھ کر میں سب احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان اشتہارات اور عبارتوں میں ایک جگہ بھی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی میاں محمود احمد صاحب پر نہیں لگائی گئی۔ اور وہ لوگ ایک خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں جنہوں نے صرف

اس وقت ایک انسان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیا کو یقیناً بولا نا چاہا ہے کہ حضرت صاحب نے میاں صاحب کو ۲۰- فروری ۱۹۸۶ء کے اشتہار والا مصلح موعود قرار دیا ہے۔ کیا حضرت صاحب کو ۲۰- فروری ۱۹۸۶ء والی پیش گوئی کی طرف سے ایسا ذہول ہو گیا تھا کہ ان کو بریل صاحب پر اس کا لگانا یا دہرا رہا۔ اس کا جواب ہم آگے چل کر دیں۔

چوتھی ذیل۔ ۱۲- جنوری ۱۹۸۵ء  
وہ کامل انکشاف جس کا وعدہ ۱۱- اکتوبر ۱۲-  
فروری ۱۹۸۹ء میں کیا تھا۔ یا ان کی تصریح  
وہ حضرت صاحب کو کبھی نہیں ہوا  
آپ کی بعد کی کسی تحریر میں لکھی جاتی ہے؟

ہرگز نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سراج منیر میں کامل انکشاف کی بجور لکھا گیا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ سراج منیر میں کہیں نہیں لکھا کہ اب اچھے کامل انکشاف ہو گیا ہے یا الہاماً معلوم ہو گیا ہے کہ وہ لڑکا جس کے پیدائش ہونے کی خبر اکتوبر دہم جولائی ۱۹۸۸ء میں دی تھی پیدا ہو گیا ہے۔ ہاں جیسا ڈا

بیشک اس پیشگوئی کو میاں صاحب پر لگایا ہے۔ وہ نہ ہی کسی مذہبی  
تحریر میں یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے یہ لکھا ہو کہ مجھے اس لڑکے

کے بارے میں کامل انکشاف یا الہام ہو گیا ہے۔ لکھا کامل انکشاف یا  
الہام کا لفظ حضرت صاحب کی کسی تحریر میں پایا جاتا ہے تو دیکھنا چاہیے  
ورنہ ایسی جرات سے کہ جو بات حضرت صاحب کی تحریروں میں نہ  
پائی جاتی ہو اس کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے۔ انسان خواہ ایک  
وقت کے لئے خوش ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہرگز اس کی توبہ ہی

کرنی پڑے گی۔ سراج منیر کے کئی سال بعد تریاق القلوب لکھی گئی اور اس  
کے صفحہ ۲۴ سطر ۲۴ میں میاں بشیر احمد کے متعلق لکھا ہے کہ شاید فور سے مراد  
پیر موعود ہو۔ پس اگر سراج منیر کے وقت کامل انکشاف ہو چکا تھا تو تین  
سال بعد پھر یہ کامل انکشاف کہاں گیا؟ کیا کامل انکشاف کے بعد بھی یہ  
شک باقی تھا۔ کہ شاید فور سے جو میاں بشیر احمد کے متعلق الہام ہے جس

کے مطابق بشیر احمد کی پیدائش کا ذکر ہے پیر موعود مراد ہو۔ اگر رسالہ  
پیر موعود کے کھنڈے والے کے دل میں حق طلبی ہوتی تو اس عبارت کو جو کامل  
انکشاف کے کھلی کھلی منافی ہے کیوں چھوڑ جاتا؟ لہذا تلبسون الحق  
بأبائنا طل و تکتمون الحق و انتم تعلمون کے وعید سے ڈرنا  
چاہئے۔ مصلح انسانوں کے بنانے سے نہیں بنا کر تے بلکہ خدا کے بنا دیے بنا کر تے ہیں

پانچویں ذیل۔ الہام الہی کے بغیر حضرت موعود نے جس زور سے پیر موعود کے  
مصلح موعود کی تعیین کر نیوالے پر یا اسے میں الہام کا مطالبہ اپنے مخالفین سے  
حضرت موعود نے لعنت کی ہے کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑوں کھلے

کھلے الہام الہی کے کسی کو مصلح موعود قرار دینا ایک خطرناک غلطی ہے۔ حجۃ اللہ  
میں جو سراج منیر کے بعد طبع ہوئی ذیل کے الفاظ آج ہمارے احباب کو  
غور سے بڑھنے چاہئیں۔ اور سوچنا چاہئے کہ وہ کن لوگوں کے نقش قدم پر  
چل رہے ہیں۔ صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں:-

ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے  
ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں نہ

المام پیش نہیں کیا جاتا؛ پس جبکہ تم الام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر..... اور بالفرض اگر میری ہی مراد ہوتی تو میرا کتا اور خدا کا کتا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ ابھتا سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا امام کونسا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے محل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہوگا اور وہ امام پورا نہ ہوگا۔ اگر ایسا امام میرا تھا تو اسے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ امام شائع نہ کرو۔“

پس میں کتا ہوں کہ ادھر ادھر کی عبارتیں جوڑ توڑ کر کہیں الفاظ کو چھپا کر کہیں ان سے غلط استدلال کر کے تم کسی کو موعود نہیں بنا سکتے۔ اگر حضرت اقدس کی طرحت سے موعود کے متعلق تعین دکھانا چاہتے ہو تو وہ امام پیش کر دو جس میں لکھا ہو کہ میاں محمد صاحب مصلح موعود ہیں۔ جوڑ توڑ سے تو جس کو چاہو بنا لو۔ قرآن اگر کوئی میاں محمود احمد صاحب کے حق میں ہیں تو اس سے بہت بڑھ کر دوسرے بچوں کے حق میں ہیں۔ مگر حضرت صاحب نے اصل معیار اس تعین کا صرف امام کو قرار دیا ہے۔ یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود کا کتا اور خدا کا کتا ایک نہیں ہے۔

پھر اسی کتاب میں عبارت منقولہ کے اوپر ذیل کے الفاظ بھی غور سے پڑھو: بیشک مجھے امام ہونا تھا کہ موعود لڑکے سے تو میں برکت پائیں گی

مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی امام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو۔ کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ امام پیش نہ کرے۔“ میں ان الفاظ کو کسی پر لعنت کرنے کے لئے نقل نہیں کرتا کیونکہ میرا یہ مسلک نہیں کہ جس طرح پر میرے مہربان دوست مجھ پر لعنت کرتے ہیں اس کا بدلہ لیں۔ میں صرف اس امر کے دکھانے کے لئے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں کہ معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود نے کس قدر زجر اس بات پر کیا ہے کہ بغیر امام الٰہی کے محض ان کے اجتہاد پر کسی کو واقعی مصلح موعود قرار دے لیا جائے۔

چھٹی ذیل میاں محمود کی پیدائش جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی متعدد تحریروں اجتہاداً ۲۰ جولائی ۱۸۸۵ء کی پیش گوئی کے سے ظاہر ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کو آپ نے وہم جولائی ۱۸۸۵ء مطابق قرار دیا ہے۔ اس کے اشتہار والی پیش گوئی اور سبب اشتہار کے مطابق قرار دیا ہے۔ اب اگر سبب اشتہار کو غور سے پڑھا جائے تو اس میں دو پیشگوئیوں کا ذکر ہے ایک اس پیشگوئی کا جو وہم جولائی ۱۸۸۵ء کے اشتہار میں ہے اور دوسرے اس پیش گوئی کا جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی ہے پہلی پیش گوئی کے الفاظ جن کو کسی مصلحت سے مصنف پسر موعود نے نقل نہیں کیا حسب ذیل ہیں: ”اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چرانغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا“ مصنف پسر موعود نے وہ الفاظ جو چلی قلم سے



وان الله بشرني في ابناي بشارة بعد بشارة حتى بلغ  
 عدد هم الى ثلاثة ابناي بهم قبل وجودهم بالالهام  
 فاشعث هذه الالباء قبل ظهورها في الخواصر والحوام  
 وانتم تتلون تلك الاشتهارات ثم تهرون بها  
 فاضلين من التعصبات وبشرني ربي برابع رحمة  
 وقال انه يجعل الثلاثة اربعة.

جو الفاظ یہاں جلی کئے گئے ہیں وہ اصل عبارت میں بھی جلی ہیں۔  
 ترجمہ میں اس عبارت کا یہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں  
 کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی۔ یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک  
 پہنچ گیا۔ اور ان کے وجود سے پہلے الامام کے ساتھ ان کی خوشخبری دی  
 سو میں نے ان خبروں کو ان کے ظہور سے پہلے خاص و عام میں شائع  
 کیا۔ اور تم ان اشتہاروں کو پڑھتے ہو۔ پھر تعصب کی وجہ سے  
 ان کے غافل ہو۔ اور میرے رب نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے  
 کی خبر دی اور فرمایا وہ تین کو چار کرے گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوا  
 کہ پہلے تینوں لڑکوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الامام  
 ہوا تھا۔ کہ تین کو چار کرنے والا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ پس  
 یہ الہامی تعیین ہے۔ اور یہ امر کہ اس تین کے چار کرنے سے مراد  
 ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کا موعود ہے جس میں مصلح موعود  
 کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کر نیوا لہے اظہر من الشمس ہے

جیسا کہ اس عبارت کے بعد آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔  
 قد كتبنا ذلك في اشتها ر من قبل من سبينا“ اور ہم نے  
 اس کو کسی سال پہلے سے لکھ دیا تھا۔ چنانچہ اسی کے مطابق ضمیر  
 انجام آکھتم کی ذیل کی عبارت ہے جو صفحہ ۴۴ سے شروع ہوتی ہے  
 جان ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کا صاف ذکر کر کے تین کو چار  
 کرنے والے کا ذکر کیا ہے۔

پہرا ایک اور الامام ہے جو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا  
 اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اُس وقت ان تین لڑکوں  
 کا جواب موجود میں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الامام کے معنی یہ تھے  
 کہ تین لڑکے ہوں گے۔ اور پھر ایک اور ہو گا جو تین کو چار کرے گا۔  
 سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو  
 اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتفا  
 ہے جو تین کو چار کرنے والا ہو گا۔

اس الہامی تعیین سے یہ صاف معلوم ہوا کہ تین کو چار کر نیوا لہے کا  
 ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کا مصداق۔ یا بالفاظ دیگر مصلح  
 موعود ان تین لڑکوں یعنی محمود، بشیر اور شریف کے بعد آنی والا تھا  
 پس بہر حال وہ ان تین میں سے کوئی نہیں۔ کیونکہ باوجود ان تینوں  
 کی موجودگی کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ جو تین کو چار کرنے والا  
 ہے وہ ابھی آنے والا ہے۔

آٹھویں دلیل حضرت مسیح موعود کا اب اس المامی تعبیر کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ مبارک احمد پیدا ہوتا ہے اور اس کے پیدا ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب میں نہایت عسائت الفاظ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ پیش گوئی تین کو چار کر نیوالے کی جو پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع ہوئی، اور بعد میں تین لڑکوں یعنی محمود، بشیر اور شریف کے پیدا ہو جانے کے بعد انجام آتھم اور ضمیمہ میں خدا نے پھر اطلاع دی کہ وہ تین کو چار کر نیوالا یعنی مسیح موعود اب آئے گا۔ یہ کس طرح پر پوری ہوئی، صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہوئے پچیسویں نشان میں اس المام کی طرف جو ابھی انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم سے نقل کیا گیا ہے توجہ دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: "میرے چوتھے لڑکے کے متعلق ایک اور پیش گوئی کا نشان ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کے لئے موجب زیادت علم ایمان دہین ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ المام جس کو میں نے کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲ اور ۱۸۳ اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے جس میں چوتھا لڑکا پیدا ہونے کے بارے میں پیشگوئی ہے ناظرین پھر نوٹ کر لیں کہ انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم کے الفاظ کو بیان پھر حضرت صاحب نے مراحت سے الہام لکھا ہے جو جنوری ۱۸۹۴ء میں بذریعہ کتاب مذکور یعنی انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم کے لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئی جس کو

آج کی تاریخ تک جو ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء ہونے تین برس سے کچھ زیادہ دن گزر گئے ہیں۔ اس تھوڑی سی مدت کو مخالفوں نے ایک زمانہ دراز خیالی کر کے یہ نکتہ چینی شروع کر دی کہ وہ المام کہاں گیا جو انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲ اور ۱۸۳ اور اس کے ضمیمہ کے صفحہ ۵۸ میں دلچ کر کے شائع کیا گیا تھا دوسری مرتبہ اسس کو المام الہی قرار دیا ہے اور لڑکا اب تک پیدا نہیں ہوا..... اور پھر بعد اس کے ۱۴ جون ۱۸۹۵ء کو وہ پیدا ہوا اور دہلیا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا۔ یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا حقیقہ ہوا۔"

اس تحریر سے ذیل کی باتیں قطعی طور سے ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ

المام الہی سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیش گوئی

کا مصداق یا مسیح موعود نہ میاں محمود احمد صاحب ہیں نہ میاں بشیر احمد

صاحب نہ میاں شریف احمد صاحب کیونکہ ان تینوں کی پیدائش

کے بعد حضرت مسیح موعود کو یہ المام ہوتا ہے کہ تین کو چار کر نیوالا لڑکا

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کا مصداق ابھی نہیں آیا۔ اور اس کے

آئندہ پیدا ہونے کا المام ہوتا ہے۔ دویم یہ کہ حضرت صاحب نے

اجتہادی طور پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کا مصداق میاں مبارک احمد کو ہی قرار دیا ہے۔ اور اس پیش گوئی کی تفصیلات کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے۔ پس حضرت صاحب کا اجتہاد تو یہی تھا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کا مصداق صاحبزادہ مبارک احمد ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ یہ اجتہاد درست نکلیا نہیں آئندہ ظاہر کیا جائے گا۔

تو یہ دلیل۔ نو برس کی میعادِ عمرت یہ امر کہ مصلح موعود کے پیدا ہونے کے لئے بشریٰ دل کی تھی۔ مصلح موعود کیلئے تو سال کی میعادِ ضروری تھی یا نہیں۔ اس کا فیصلہ ذیل کی باتوں سے ہوتا ہے۔ اول۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی میں مصلح موعود کے پیدا ہونے کے لئے کسی میعاد کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ دوم۔ تو سال کی میعاد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مقرر کی گئی اور اس کے بعد پھر اعتراض ہوا۔ کہ یہ میعاد لمبی ہے۔ تو ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ لکھا ہے۔

ما سوا اس کے اب بعد اشاعتِ اشتہار مندرجہ۔ یعنی ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہوئیوالا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا، یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دوبارہ اسی امر کے انکشاف کے لئے توجہ کی گئی جو پہلے ۲۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی میں تھا۔ یعنی یہ تعلق میعادِ تو سال۔ تو درحقیقت اسی

تو سال کی میعاد کی مزید تشریح ان الفاظ میں تھی۔ گو بعد کے ایک اشتہار میں اس فقرہ کو کہ ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا، ذوالیہ وجود قرار دیا ہے اور اس کے دو معنی کئے ہیں۔ مگر یہ ابہام پیش گوئی کے پورا ہونے کے وقت دور ہو گیا۔ چنانچہ بشیرادل کے تولد پر آپ نے ذیل کا اشتہار شائع کیا۔

”لئے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ ذلحجہ کا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶۔ ذیقعد سن ۱۲۸۳ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۶ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ موعود مسعود پیدا ہو گیا“

پھر اسی لڑکے پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کا پہلا حصہ سبز اشتہار میں لگایا ہے۔ جہاں صفحہ ۷ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ:-

خدا نے تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی درحقیقت دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پیسے بشریٰ نسبت پیش گوئی ہے:-

پس اس صورت میں صاف سمجھ آتا ہے کہ نو برس کی میعاد صرف بشیرادل کی پیدائش کی نسبت تھی۔

سویہم۔ حضرت صاحب کی کسی کتاب یا اشتہار میں موعود کیلئے نو برس کی میعاد کا ذکر بشر اول کے بعد نہیں ہے۔ ہاں سبز اشتہار میں صفحہ ۷ کے حاشیہ پر ذیل کی عبارت ہے :-

النام ستہ پیش از وقوع دو لڑائیوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ اور بیان کیا کہ بعض لڑائیوں میں فوج بھی ہوں گے دیکھو اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء و اشتہار ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۵ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور فوج بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت النام نے بیان کیا کہ دوسرا بشر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود بھی ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۵ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا نے تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔“

اس عبارت میں ذیل کی باتیں غور طلب ہیں۔ ایک یہ کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء کی پیش گوئی کے مطابق ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوج بھی ہو گیا دوسرے یہ کہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۵ء کی پیش گوئی کے مطابق ایک اور لڑکا اپنی میعاد مقررہ کے اندر پیدا ہو گا۔ اب دہم جولائی ۱۸۸۵ء کے اشتہار میں نو برس کی میعاد کا نام تک نہیں ہے۔ بلکہ اس اشتہار کے لفظ صرف اس قدر ہیں :-

”وران میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہو گا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہو گا۔“

سو یہی قریب مدت ہی اس لڑکے کی اپنی میعاد مقررہ ہے نہ کہ نو سال کی مدت جو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء کے پہلے حصہ پیش گوئی والے لڑکے یعنی بشر اول کے متعلق تھی۔

چھارم۔ سب سے زبردست دلیل کہ مصلح موعود کے لئے نو سال کی میعاد نہ تھی یہ ہے کہ ۱۹۰۰ء میں جب ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی پر قریباً گیارہ سال گزر چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود کو ایک المام ہوتا ہے جو صفائی سے ناپا ہر کرتا ہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی والا مصلح موعود ابھی پیا ہو گا۔ جیسا کہ الفاظ و بشر نی ربی برا بعد حجة وقال انه یجعل الثلثة اربعة سے ظاہر ہے۔ یعنی میرے رب نے اپنی رحمت سے مجھے جو تجھے کی بشارت دی۔ اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرے گا۔ (انجام آیت ص ۱۸۲) اور شہید انجام آیت میں فرمایا کہ یہ المام ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء والی پیش گوئی کے متعلق ہے۔ اور تریاق القلوب صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں اس المام کا پھر بالعرضت ذکر کر کے اس کے پورا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اب المام صریح کے مقابل کوئی اجتہاد خواہ وہ کسی کا ہو ایک ذرہ بھر وقعت نہیں رکھتا۔ المام صریح نہ کہتا ہے کہ ۱۸۸۵ء ایک ۲۰۔ فروری ۱۸۸۵ء والی پیش گوئی کا مصلح موعود پیدا نہیں ہوا اور ہم اس کے مخالف استدلال کریں۔ یہ طریق تقویٰ نہیں۔

ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ نو سال کی میعاد مصلح موعود کے لئے نہیں بلکہ صرف بشر اول کے لئے تھی۔

دسویں دلیل۔ چاروں لڑکوں کا اکٹھا ذکر کر کے اب اس کے بعد حضرت مسیح موعود کے  
 ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی مبارک احمد کے ان اجتماعات پر غور کرو جو تریاق القلوب  
 پر لگائی ہے۔ میاں محمود پر نہیں لگائی کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ پر چاروں لڑکوں کے  
 متعلق اکٹھے اور پھر علیحدہ علیحدہ پیش گوئیوں کی بنا پر آپ نے کئے ہیں۔  
 مجھے افسوس ہے کہ پسر موعود کے مستفہ نے اس قدر اخفائے حق سے کام  
 لیا کہ تریاق القلوب کی جو عبارت میاں محمود صاحب کے متعلق تھی۔  
 اس کو نقل کر کے یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ اس عبارت سے یہی مصلح موعود  
 ثابت ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کے خلاف اسی کتاب کے اسی صفحہ

پر صریح الفاظ میں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق  
 مبارک احمد کو قرار دیا ہے۔ اور میاں محمود پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء  
 کی پیشگوئی نہیں لگائی۔ اور لگا کیونکر سکتے تھے۔ جب آپ کو وہ امام  
 ہو چکا تھا۔ جس سے کھلا کھلا نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکوں یعنی  
 میاں محمود احمد صاحب، میاں بشیر احمد صاحب و میاں شریف احمد  
 صاحب میں سے مصلح موعود یا ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق  
 کوئی نہیں بلکہ اس پیش گوئی کے مصداق کی ان تینوں کی پیدائش کے  
 بعد آنے کی خبر دی جاتی ہے۔

صفحہ ۲۲ کے شروع کے الفاظ یہ ہیں جن سے موجودہ صاحبزادوں  
 میں سے مصلح موعود بنانے کی کوشش خاک میں مل جاتی ہے۔  
 ”اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے

اشہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں  
 میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشہار مذکور  
 میں خلد اسے تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام  
 مبارک احمد رکھ دیا ہے۔ ردیکھو صفحہ ۳ اشہار ۲۰ فروری  
 ۱۸۸۶ء دوسرا کالم سطر نمبر ۱) سو جب اس لڑکے کا نام  
 مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد ایک دفعہ وہ  
 پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی“

ان تینوں الفاظ کے بعد جن میں آپ نے کھلا کھلا اجتہاد مصلح موعود  
 ہونے کا مبارک احمد کی نسبت کیا ہے۔ اور ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی  
 پیش گوئی صرف اسی پر لگائی ہے۔ اسی صفحہ اور صفحہ ۲۳ پر آپ نے ہر چار  
 لڑکوں کی پیشگوئیوں کو الگ الگ بیان فرمایا ہے۔

”محمود میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشہار  
 دہم جولائی ۱۸۸۵ء میں اور نیز سبزا اشہار یکم دسمبر ۱۸۸۵ء میں  
 جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھپا گیا تھا پیش گوئی کی گئی“  
 ”دوسرا لڑکا جو بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیش گوئی  
 آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی“

”تیسرا لڑکا جس کا نام شریف احمد ہے اس کے پیدا ہونے  
 کی پیشگوئی میرے رسالہ انوار اسلام صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر ہے  
 ”چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیش گوئی

اشتراک ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔

خدا را غور کر و کہ مصحف موعود کی تعیین حضرت مسیح موعود نے کس کے حق میں کی ہے یا دیکھو کہ مصحف موعود صرف ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کا موعود ہے۔ اور اس کو اپنی ساری تحریروں میں حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ بھی سوائے مبارک احمد کے اور کسی لڑکے پر نہیں لکھا یا۔ اور پھر دیکھو کسی عثمانی سے یہاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کو دہم ج لانی ۱۸۸۵ء اور سبز اشتہار کی پیشگوئیوں سے الگ کیا ہے۔ اول الذکر کے مطابق مبارک احمد پیدا ہوا۔ آخر الذکر کے مطابق میاں محمود احمد صاحب۔

پھر اس سے آگے صفحہ ۷۲۷ تریاق الصوب کا ملاحظہ کیا جائے بشیر اول کے متعلق اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”جیادھویں دلیل۔ موعود سب لڑکے کہہ سکتے ہیں۔ مگر مصحف موعود صرف تین کو چاہنے والے لکھا سکتا ہے۔ اور یہ صفت میاں محمود میں نہیں پائی جاتی۔“

کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ چوتھا لڑکا ہوگا یا چوتھا بچہ ہوگا۔ مگر پہلے بشر کے وقت کوئی تین موجود نہ تھے جن کو وہ چار کرتا،

اب ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ تین کو چار کرنا ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

والی پیش گوئی کے موعود کی اصل صفت ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلی بیوی کی اولاد کو اس میں شائبہ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر پہلی بیوی کی اولاد ذکر شائبہ کیا جائے تو پھر تین بچے تو بشر اول کے وقت موجود تھے یعنی پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی جس سے صاف یہ سمجھا جاتا ہے کہ تین اور چار بچے جن کا یہاں وعدہ ہے وہ صرف دوسری بیوی سے ہونے چاہئیں۔ اور اس صورت میں میاں محمود احمد صاحب تین کو چار کرنا، واسلے نہیں بلکہ دو کو تین کرنا اسلے کہلا سکتے ہیں۔ پھر عبارت مذکورہ سے آگے چل کر فرماتے ہیں:-

”ہاں ہم نے اپنے اجتہاد سے ظنی طور پر یہ خیال ضرور کیا تھا کہ شاید یہی لڑکا مبارک موعود ہو۔ لیکن اگر اس نادان محض کے اعتراض کی بنیاد صرف ہمارا ہی خیال ہے جو امام کے سرچشمہ سے نہیں بلکہ صرف ہمارے ہی غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ تو سخت جائزے افسوس ہے۔ کیونکہ وہ اس خیال کی شامت سے اسلام کی اونچی چوٹی سے ایسا نیچے لڑکے گا کہ صرف کفر و ارتداد تک ہی نہیں پہنچے گا بلکہ نیچے کو اڑھکتا لڑھکتا دہریت کے نہایت عمیق گڑھے میں اپنے بد بخت وجود کو ڈال دے گا۔ وجہ یہ کہ اجتہادی غلطیاں کیا پیشگوئیوں کے سمجھنے اور ان کا مصدق ٹھہرانے میں اور کیا دوسری تدبیریں اور کاموں میں ہر ایک ہی اور رسول سے ہوتی تھیں۔“

پھر آگے چل کر کہتے ہیں :-

اور ۷۔ اگست ۱۸۸۶ء کا اشتہار دیا سزاوار کیلئے کافی نہیں ہوگا کیونکہ اس میں بابرکت اور آسانی موعود کی خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیش گوئی نہیں ہے۔ اور مجرد موعود کی پیشگوئیاں اس جگہ بطور دلیل کے کام نہیں آسکتیں۔ کیونکہ ہر ایک لڑکا جو برے گھر میں اس بیوی سے پیدا ہوا ہے موعود ہے۔ ثبوت تو یہ نیا چاہئے کہ وہ لڑکا جو تین کی چار کر تہوا لانا ہو اور منظر جلال الہی موجود دنیا کو راہ راست پر لانے والا ہوگا اسی کے آنے کی خبر بحیثیت امام الہی کے اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۶ء میں دی گئی ہے۔“

اب اس عبارت سے ذیل کے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جب تک صریح امام الہی کسی لڑکے کی نسبت اس کے پیدا ہونے کے بعد نہ ہوا ہو کہ یہی وہ مصلح موعود ہے تب تک محض حضرت صاحب کا اجتہاد ظنی امر ہے جس پر زور دینا سخت غلطی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صریح امام کسی لڑکے کے لئے بھی اس کے پیدا ہونے کے بعد نہیں ہوا کہ وہ موعود مصلح ہے۔ ددیم یہ کہ اس مصلح موعود کی لازماً یہ صفت ہے کہ وہ تین کی چار کر تہوا لانا ہو۔ اور چونکہ تین کی چار کرنے والے کے آنے کا امام حضرت صاحب کو محمود بشیر اور شریف تینوں کی پیدائش کے بعد ہوا اس لئے یہ امام قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ وہ موعود ان تینوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ اور اگر ہو سکتا تھا تو مبارک احمد ہو سکتا تھا۔

یاد رہے کہ حقیقت الوحی کی عبارت اور سراج منیر کی عبارت بہ تغیر الفاظ ایک ہی ہے حقیقت الوحی کے الفاظ یہ ہیں :-

”تب خدائے تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیرا ہونے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔۔۔۔۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔“

اور سراج منیر کے الفاظ یہ ہیں :-

”پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔۔۔۔۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔“

اب ان الفاظ سے ذیل کے نتائج عاقل نکلتے ہیں۔ اولیٰ تینوں عبارتوں میں کوئی امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں کہ محمود ہی سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی پیشگوئی یا ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ ددیم تینوں مقامات میں حضرت مسیح موعود نے یہ اجتہاد بھی نہیں کیا کہ محمود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیش گوئی کا مصداق یا مصلح موعود ہے۔ بتویم۔ تینوں

میں یا کہیں اور تین کو چار کر نیوالے کی صفت جو مصلح موعود کی اصل شناخت ہے اجتہاد ابھی حضرت صاحب نے میاں محمود احمد صاحب پر نہیں لگائی۔ چھ ماہ۔ حضرت صاحب کا اجتہاد صرف اس قدر ہے کہ صفحہ سبز اشتہار والی پیشگوئی کا مصداق میاں محمود احمد صاحب ہیں اور اجتہاد حجت نہیں۔

گر سبز اشتہار کے صفحہ ۷۷ والا موعود لڑا کا اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا موعود لڑا کا یعنی مصلح موعود ایک نہیں پتہ جنہم سبز اشتہار کے صفحہ ۷۷ والی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی سے تعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی سے نہیں پریشتم۔ حقیقت الوحی کی عبارت سے اس سے زیادہ کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا جو سراج منیر کے الفاظ سے نکلتا ہے۔ اور سراج منیر کے بعد کے امام نے کہ تین کو چار کرنے والا اب آتا ہے یہ صفحہ ۷۷ سے ثابت کر دیا ہے کہ پہلے تینوں لڑا کوں میں مصلح موعود کوئی نہیں۔

بار عبیر، دلیل مصلح موعود مبارک احمد کا قائم مقام اشد، نسوں میں ہوگا پر حضرت صاحب کے لڑا کوں میں سے مصلح موعود کوئی بھی نہ رہا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ اور خدا کے عمل نے اور امام نے یہ ثابت کر دیا کہ مصلح موعود بھی اشد نسوں میں پیدا ہوگا۔ حضرت صاحب نے پہلے مصلح موعود والے امام کے پیٹے حتمہ کو بشیر اول پر اجتہاد اگنا یا۔ اور وہ فوت ہو گیا۔ پھر اجتہاد دوسرے حصہ امام کو مبارک احمد پر لگایا اور وہ بھی فوت ہو گیا۔ اب ایک تو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے اجتہاد میں غلطی کا ہو جانا بھی کوئی عجیب بات نہیں۔

حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی کہ ابن عیاد ہی دجال ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش رہے۔ مگر ابن عیاد مسلمان ہو کر فوت ہوا اور دجال تیرہ سو سال بعد آیا۔ تو یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ حضرت صاحب کا خیال دو بار اسی طرف گیا کہ اسی اولاد میں سے کوئی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جب اسے چاہے گا بھیجے گا۔ دویم لڑا کے کی تشریح کا اطلاق آئندہ نسوں پر بھی ہوتا ہے پنا نچہ مبارک احمد کی وفات پر اشتہار تبصرہ مورخہ ۵۔ نومبر ۱۹۰۷ء میں حضرت صاحب نے یہ لکھا کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا نے تعالیٰ نے یہ امام کیا۔ انا نبشرك بخلاص حلیم ينزل منزل المبارک۔ یعنی ایک حلیم لڑا کے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا۔ اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہوگا۔

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ لڑا کے کا لفظ آئندہ نسوں پر بولا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب کا اپنا لڑا مبارک احمد کے بعد کوئی نہیں ہوا۔ اور دوسرے یہ کہ مبارک احمد کے متعلق جو اجتہاد حضرت صاحب کا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہے وہ بھی ایک ٹنگ میں صحیح تھا۔ اس لئے اس کی وفات پر اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی کہ اس کا قائم مقام پیدا ہوگا۔ حلیم۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے موعود کی بھی صفت ہے۔ اور اس لڑا کے کا بمنزلہ مبارک احمد اور مبارک احمد کا قائم مقام قرار دیا جانا بتاتا ہے کہ جس طرح پر حضرت مسیح موعود نے

یہ خیال کیا تھا کہ مبارک احمد ہی وہ موعود لڑکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی وفات پر معاً آپ کو تسلی دی کہ حقیقی موعود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق اسی مبارک احمد کے بمنزلہ ہی ہو گا۔ ہاں علم الہی میں وہ اس قدر جلد آنے والا نہ تھا جس قدر جلد حضرت صاحب کا خیال تھا اور اس کی مثال حضرت عمر کی اس قسم کھانیسے ملتی ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اب اگر حضرت صاحب کی تحریروں اور انماؤں پر غور کیا جائے تو مسلح موعود کی وہ بڑی شناخت جو اس کے کاموں سے ہوگی یہ ہے۔ کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے۔ اور توہین اس سے برکت پائیں۔ اور ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ دنیا کو راہ راست پر لانے والا ہو گا۔ (تریاق العلوب صفحہ ۷۲) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا زمانہ حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کے عظیم الشان غلبہ کا زمانہ ہے۔ اب جب ہم دوسری جگہ حضرت صاحب کی تحریروں کو دیکھتے ہیں کہ ایسا غلبہ کا زمانہ آنے والا ہے۔ تو تذکرۃ الشہادتین سے معلوم ہوتا ہے کہ تین صدیوں کے گزرنے کے بعد جب لوگ عام طور پر مسیح کی دوبارہ آمد سے مایوس ہو جائیں گے۔ تو اس وقت کثرت سے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ پس وہی چوتھی صدی اس سلسلہ کے غلبہ کی صدی ہے۔ اور غالباً وہی وقت ہو گا جب کوئی شخص دنیا کو راہ راست پر لانے والا آئے گا۔ اگر آج مسلح موعود پیدا ہو جائے یا پیدا ہو چکا ہو تو اس کے ذریعہ تو ابھی دنیا راہ راست پر آجائے گی۔ پھر حضرت

صاحب کی وہ تحریر غلط جاتی ہے کہ تین صدیوں کے بعد لوگ مایوس ہو کر ادھر آئیں گے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ تین صدیوں سے مراد تین صدیاں نہ ہوں کیونکہ ایک سو سال میں بھی تین نسلیں آجاتی ہیں۔ اور کیا عجیب بات نہیں کہ جس طرح پر حضرت صاحب نے تین کو چار کرنے والے میں چوتھا مسلح موعود اور چوتھا کھنڈہ مراد سمجھا ہے چوتھی صدی ہی مراد ہو۔ اور اس طرح یرودہ مسلح موعود تین صدیوں کو چار کر فیو الابھی ہو یا یا تین نسلیں کو چار کرنے والا ہو۔ بہر حال اگر چوتھی صدی یا چوتھی نسل سے پہلے وہ آجائے تو حضرت صاحب کی اس تحریر کو کیا کریں جو تین قرآن کے مطابق ہے کہ یہ سلسلہ بھی چوتھی صدی یا چوتھی نسل میں غالب ہو گا۔ اگر غلبہ اسی وقت کے لئے مقدر ہے تو پھر مسلح موعود اگر آج ہی آئے تو اس کا آنا تو عبث ٹھیرا۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کے امور میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ صبر کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو خود اپنے وقت پر پورا کرے گا۔ احجلم آمن ربکم کے مصداق تم نہ بنو۔ تذکرۃ الشہادتین کی شہادت محولہ بالا حسب ذیل ہے :-

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالفت جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرین گے۔ اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترنے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی

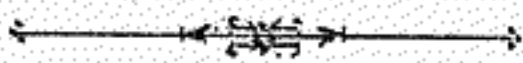
عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور اسی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی مسخست نو پیدا اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ جس تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ اور میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

ایک طرف خود حضرت مسیح موعود کا تین نسلوں یا تین صدیوں کے بعد پورے غلبہ کا انتظار دلانا۔ دوسری طرف اس سلسلہ کی مشابہت عیسوی سلسلہ سے جو اس کا بھی تین صدیوں کے بعد ہی ہوا صاف بتا رہے ہیں کہ ابھی ہمارے بھائیوں کو ایک نرصد تک مشکلات اور مضامین کے نیچے کام کرنا چاہئے۔ جھوٹی امیدیں نہ دلاؤ۔ کیونکہ اس کا نتیجہ خود سلسلہ سے انحراف ہوگا۔ اور اس طرح پر خدائی وعدوں کے پورا ہونے میں اور بھی تاخیر پڑ جائے گی۔ ہاں تم اپنی ساری طاقت کو اس کام میں لگائے جاؤ۔ یاد رکھو

کہ جو کچھ یہاں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا کے الفاظ کا منشاء ہے وہی منشاء ان الفاظ کا ہے۔ کہ وہ مسلح موعود دنیا کو راہ راست پر لائے گا۔ ہمارے ایک دوست کا کئی سال کا کشف ہے جس میں اُسے یہ دکھایا گیا تھا کہ وہ مسلح موعود با حرحہ کی اولاد سے ہوگا نہ سارہ کی جس کا مطلب اسے یہ سمجھایا گیا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود کی پہلی بیوی کی اولاد میں سے ہوگا۔ لیکن ذریت سے مراد روحانی ذریت بھی ہو سکتی ہے اور جس طرح ہمدی محمود حضرت مرزا غلام احمد صاحب روحانی طور پر آنحضرت صغیر کی اولاد میں اسی طرح ممکن ہے کہ مسلح موعود بھی روحانی طور پر ہی حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے ہو۔ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کے کام میں۔ ہم اس میں کچھ دخل نہیں دے سکتے۔ وہ جسے چاہے چن لے۔ مگر جب تک وہ خود نہ جن لے قطعیت کے ساتھ کوئی رائے لگانا ہی غلطی ہے۔ ہاں یہ ضرور سنت اللہ ہے کہ وہ وہاں سے انتخاب کرتا ہے۔ جہاں لوگوں کی نظر بہت کم پڑتی ہے۔ عیسیٰ بن مریم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کے واقعات کو دیکھو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح موعود نے میاں صاحب کو مسلح موعود سمجھا تھا۔ جب ایک مہم اور مامورین اللہ کے اجناد میں اور جسے خود امام ہوا۔ اس امام کے معنی سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے تو اور کسی کے پیش از وقت اجتہاد کو پیش کرنا ایک صریح غلطی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس سے تو خود آپ پر اعتراض آتا ہے۔ کہ باوجود ایسا

سمجھنے کے مصلح موعود کے سامنے وہ خلیفہ کیوں بنے رہے۔ پھر وصیت کے وقت کیوں نہ فرمایا کہ مصلح موعود میں میاں صاحب کو سمجھتا ہوں بلکہ وصیت کے بعد جس دن تمنائی میں دو تین آدمیوں نے نام لکھوانے کی کوشش کی تھی اس دن ہی آپ نے فرما دیا ہوتا کہ یہ مصلح موعود ہیں یا میرے بعد یہی خلیفہ ہونے چاہئیں۔ اگر بالفرض پہلے کبھی یہ خیال گزرا بھی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کا یہ خیال نہ تھا۔ ورنہ اس کا اظہار فرمادیتے۔ اور وہ کل قرائن اور تحریر جس کی بنا پر ان کی شہاد پیش کی جاتی ہے شائع کیوں نہیں کی جاتی۔ پھر موعود کے مراد اس کے براہ ذکر نہیں ہو سکتی جو حضرت صاحب نے خود لکھا کہ ہر ایک لڑکا جو اس بیوی سے میرے گھر میں پڑا وہ موعود ہی ہے۔



نوٹ

یہ کتاب تمام ڈاک گرانٹوں پر مشتمل ہے۔ اس کے لئے ۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو  
 برز منگل شریفا سے لکھا گیا تھا کہ اس کے لئے سب سے پہلے  
 حضرت مرزا اشرف الدین محمد رفیع خلیفۃ المسیح الثانی  
 کو صرف سب سے پہلے لکھا جائے اور ان کے  
 کہ شہد میں دیکھا معاف فرمایا کہ اس  
 کا تمہا میں۔ اور یہاں ۱۹۰۶ء  
 یہ سب لکھنا کہیں نہ لکھا گیا

LIBRARY  
 ALLY PAKISTAN  
 WINE  
 27 DEC 1966  
 130